قرآنِ مُبین

۲۰ (20)

آسان ترین، واضح اردو ترجمہ

از

ڈاکٹر محمد حسَن

بی۔اے آنرز، ایم۔اے، پی۔ایچ۔ڈی

www.drhasanrizvi.org

باسمہ تعالیٰ

"قرآنِ مُبین"

(مترجم و شارح)

ڈاکٹر محمد حسن رضوی

بی۔اے آنرز۔ایم۔اے، پی ایچ۔ڈی

شهادة العلامة معادلة دكتوراً من علماء الازهر

مترجم اصولِ کافی در انگریزی مطبوعہ ایران و پاکستان

ڈپٹی ڈائرکٹر: اسلامک ریسرچ سنٹر، شاہراہ پاکستان - پروفیسر: علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی۔

ڈائرکٹر تصنیف و تالیف: ——— 'میزان فاؤنڈیشن' ——— 'امام حسینؑ فاؤنڈیشن'

(خصوصیاتِ ترجمہ و شرح)

① —— آسان ترین واضح اردو ترجمہ۔ روزمرّہ کی بول چال کی زبان میں۔

② —— بڑے بڑے جلی حروف میں نہایت خوبصورت واضح کتابت۔

③ —— ترجمہ اور شرح دونوں محمدؐ و آلِ محمدؐ کے ارشادات کے عین مطابق۔

④ —— احادیث رسولؐ و ائمہؑ معصومین کے مکمّل حوالوں کے ساتھ۔

⑤ —— ترجمہ میں معنیٰ اور مفہوم کے تسلسل اور ربط کو برقرار رکھا گیا ہے۔

⑥ —— ترجمہ میں مطلب بندی (پیراگرافنگ) کی گئی ہے تاکہ مفاہیم و مطالب کے سمجھنے میں کسی قسم کی الجھن پیدا نہ ہو۔

⑦ —— شرح میں آیات کی مرکزی تعلیمات اور منطقی نتائج سے خاص طور پر بحث کی گئی ہے تاکہ قرآن پر غور و فکر کرنے کی صلاحیتیں بیدار ہوسکیں۔

⑧ —— شرح میں کسی مسلک کے مسلمان یا غیر مسلمان کی دل آزاری نہیں کی گئی ہے صرف حقائق کو دلائل، حوالوں اور احادیث کے ذریعہ ثابت کیا گیا ہے۔ اس لئے یہ ترجمہ اور شرح تبلیغ کے لئے بے حد مفید ہوگا۔ (انشاءاللہ)

⑨ —— صرف ضروری تشریحات کی گئی ہیں۔ غیر ضروری الجھاؤ اور پھیلاؤ سے گریز کیا گیا ہے تاکہ عام آدمی کی توجہ قرآن کی مرکزی تعلیمات پر مرکوز رہے اور تفسیر، مناظرہ نہ بن جائے۔

⑩ —— تمام اہم جدید و قدیم، تمام مذاہب کے مفسّرین سے مفید مطلب استفادہ کیا گیا ہے تاکہ مختلف فقہاء، عرفاء اور مفسّرین کی کاوشوں کا بھی علم ہوسکے۔

www.drhasanrizvi.org

اشاریہ پارہ نمبر۲۰ "اَمَّنْ خَلَقَ"

بقیہ سورۂ نمل (چیونٹیوں کے ذکر والا سورہ)

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۱	معرفت خداوندی ۔ خدا کے احسانات ۔ بے چین کی دعا سننے والا ———	۱۳۶۵
۲	خدا ہر غیب کو جانتا ہے ۔ آخرت کا علم خدا ہی کو ہے ۔ اور آخرت فراموشی بڑی غفلت ہے ۔	۱۳۶۸ ے ۱۳۷۰
۳	قرآن اختلافات کو ختم کرتا ہے، اسی لیے رحمت اور ہدایت ہے ———	۱۳۷۱
۴	رسولؐ صرف ماننے سمجھنے والوں ہی کو ہدایت کر سکتے ہیں ———	۱۳۷۲
۵	دابۃ الارض ۔ حضرت علیؑ کی فضیلت ۔ قیامتِ صغریٰ اور آخرت کا نقشہ ———	۱۳۷۳
۶	منکرینِ حق کا غیر تحقیقی اور غیر علمی طرزِ فکر و عمل ———	۱۳۷۴
۷	رات اور دن کی تخلیق میں خدا کی نعمت، رحمت اور مصلحت ———	۱۴۱۰ ، ۱۳۷۵
۸	زمین کی گردش اور پہاڑوں کا بادلوں کی طرح اڑنا ۔ مکافات عمل کا قانون ———	۱۴۱۷ ، ۱۳۷۷ ، ۱۳۷۶

سورۃ القصص (واقعات والا سورہ)

۱	مستضعفین پر احسانات کرنے کے خدائی وعدے اور قصۂ مادرِ موسیٰؑ ———	۱۳۸۰
۲	حضرت موسیٰؑ کے ہاتھ سے نادانستہ قتل ۔ نبیؑ کے ماننے والے کو شیعہ کہتے ہیں ———	۱۳۸۴ ے ۱۳۸۸
۳	حضرت موسیٰؑ کا مدین پہنچنا اور ان کا خدمت خلق کا جذبہ اور اس کے نتائج ———	۱۳۸۸ ے ۱۳۹۱
۴	موسیٰؑ کا فرعون کی طرف بھیجا جانا ۔ کوہِ طور کا قصّہ ———	۱۳۹۲ ے ۱۳۹۸
۵	خدا کا اتمامِ حجت فرمانا یا انبیاءؑ کو بھیجنے کا مقصد اور قوموں کا طرزِ عمل ———	۱۳۹۹ ، ۱۴۰۵
۶	قرآن اور توراۃ سے بہتر کوئی کتاب نہیں ۔ قرآن اور توراۃ ملتی جلتی کتابیں ہیں ———	۱۴۰۰
۷	انسان کی اصل گمراہی اپنی خواہشات کے پیچھے چلنا ہے ———	۱۴۰۱
۸	اہلِ کتاب کے ایماندار لوگوں کا ذکر اور ان کی خصوصیات ———	۱۴۰۲
۹	ہدایت کی توفیق خدا ہی دیتا ہے ۔ نبیؑ صرف پیغام پہنچاتا ہے ———	۱۴۰۳
۱۰	اترانے کا بُرا انجام ———	۱۴۰۵

www.drhasanrizvi.org

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۱۱	آخرت کے خدائی وعدوں کو پانے والے کی فضیلت اور دنیا دار کا انجام ۔ (دُنیا اور آخرت کا تقابل) ـــــــــــ	۱۴۰۶
۱۲	بھرپور ابدی حقیقی کامیابی کے حاصل کرنے کا طریقہ ـــــــــــ	۱۴۰۸
۱۳	خلق اور انتخاب کا حق صرف خدا کو ہے ـــــــــــ	۱۴۰۹
۱۴	قارون کی دولت اور اس کے کفرِ نعمت کا اصل سبب، مومنین کا امتحان	۱۴۱۲ سے ۱۴۱۵
۱۵	خدا جس کو چاہتا ہے وسیع رزق عطا فرماتا ہے ۔ روزی کی وسعت معیارِ حق نہیں ـــــــــــ	۱۴۱۵ - ۱۴۱۶
	آخرت کی کامیابی ان کے لیے ہے جو بڑا بننا نہیں چاہتے اور نہ فسادی ہیں	۱۴۱۶
	رسولؐ سے وطن واپسی کا خدائی وعدہ ۔ عقیدۂ رجعت کا ثبوت ـــــــــــ	۱۴۱۷

سورۃ العنکبوت (مکڑی کے بیان والا سورہ)

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۱	مصائب اور اطاعت کے ذریعہ خدائی امتحان ناگزیر ہے اور خدا سے ملاقات ضرور ہونی ہے ـــــــــــ	۱۴۱۹ - ۱۴۲۰
۲	وہ لوگ جن کی بُرائیاں خدا ان سے دور کردے گا اور بہترین بدلہ بھی دے گا ـــــــــــ	۱۴۲۰ - ۱۴۲۱
۳	والدین سے بھلائی کا حکم ـــــــــــ	۱۴۲۱
۴	خدا کی راہ میں مصائب برداشت کرنا ضروری ہیں اور منافقوں کا طرزِ عمل ـــــــــــ	۱۴۲۲ - ۱۴۲۳
۵	حضرت نوحؑ اور حضرت ابراہیمؑ کے پیغامات ـــــــــــ	۱۴۲۵
۶	آخرت کا ثبوت ۔ آخرت کا انکار خدا کی رحمت سے مایوسی ہے ـــــــــــ	۱۴۲۷
۷	شرک پر اجتماعی زندگی کی تعمیر کی مذمت ۔ نبیؐ کی بات ماننے کا اچھا انجام ـــــــــــ	۱۴۲۹ - ۱۴۳۰
۸	قوم لوط کی شرمناک بداعمالیاں اور ان کا انجام ـــــــــــ	۱۴۳۰ - ۱۴۳۳
۹	شعیبؑ اور ذکرِ آخرت ـــــــــــ	۱۴۳۴
۱۰	شیطان کا اصل حربہ ۔ اور تکبر کا انجام ـــــــــــ	۱۴۳۵ - ۱۴۳۶
۱۱	خدا کے علاوہ دوسروں کی سرپرستی مکڑی کے جالے کی طرح کمزور ہوتی ہے ـــــــــــ	۱۴۳۷

www.drhasanrizvi.org

وہ کون ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ؟ اور تمھارے لئے آسمان سے پانی برسایا ؟ پھر اُس سے خوب صُورت، بارونق اور پُربہار باغ اُگائے، جن کے درختوں کو اُگانا تمھارے بس کی بات نہ تھی؟[1] کیا اللہ کے ساتھ دُوسرا خدا ہے (جو ایسے ایسے کام کرسکتا ہے) ؟ (نہیں) بلکہ یہی لوگ ہیں جو سیدھے راستے سے ہٹے ہی چلے جا رہے ہیں (یا) جو خدا کے مقابلے پر دوسروں کو اُس کا مدِمقابل ٹھہرائے چلے جا رہے ہیں[2] (۶۰) وہ کون ہے جس نے زمین کو تمھارے رہنے کی جگہ بنایا اور اُس میں بیچ بیچ میں دریا بہا دئے۔ اور اُس میں بوجھل پہاڑ بھی پیدا کر دئے۔ نیز دو (کھارے اور میٹھے) دریاؤں کے درمیان پردے حائل کر دئے ؟ (جن کی وجہ سے پانی کے دونوں

أَمَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ وَأَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ
السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَأَنْۢبَتْنَا بِهٖ حَدَآئِقَ ذَاتَ بَهْجَةٍ ۚ مَا
كَانَ لَكُمْ أَنْ تُنْۢبِتُوْا شَجَرَهَا ۗ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ۗ بَلْ
هُمْ قَوْمٌ يَّعْدِلُوْنَ ﴿٦٠﴾
أَمَّنْ جَعَلَ الْأَرْضَ قَرَارًا وَّجَعَلَ خِلٰلَهَآ أَنْهٰرًا
وَّجَعَلَ لَهَا رَوَاسِيَ وَجَعَلَ بَيْنَ الْبَحْرَيْنِ

---

[1] کاشتکاری ہو یا باغبانی، اس سارے نظام میں انسان بہت سے امور کو انجام نہیں دے سکتا۔ مثلاً (۱) زمین میں صلاحیتِ قبول کا ہونا۔ (۲) مٹی کو قوتِ نمو کس نے عطا کی؟ (۳) بارش کیسے برسائی؟ (۴) بارش کے قطروں میں قوت نمو کس نے دی؟ (۵) بیج میں یہ قوت کہ زمین کے سینے کو پھاڑ کر نکل آئے (۶) آفتاب کی گرمی اور اس میں قوت کا ہونا۔ (۷) کھاد اور پانی میں پیداواری صلاحیتوں کا ہونا۔ (۸) پھر ان تمام اجزاء کا زمین کی تاریکیوں میں از خود ایک مقررہ وقت پر اپنا اثر دکھانا اور مقررہ عمل انجام دینا، کیا انسان کے بس کی بات تھی؟۔ (ماجدی)

***

[2] آخری لفظ "یعدلون" اگر عدول کے مصدر سے ہے تو اُس کے معنی، انحراف کرنے، حق سے منحرف ہونے اور راستے سے ہٹ جانے کے ہیں۔ (تفسیر علی ابن ابراہیم، شاہ ولی اللہ)

اور اگر یہ لفظ "عدل" سے لیا گیا ہے

(بقیہ اگلے صفحہ پر)

www.drhasanrizvi.org

ذخیرے ایک دُوسرے سے خلط ملط نہیں ہوتے)[1]۔

کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور خدا (اِن کاموں میں شریک ہو سکتا) ہے ؟ (نہیں) بلکہ اُن میں کے اکثر لوگ علم ہی نہیں رکھتے (یا) سمجھتے ہی نہیں ۶۱

کون ہے جو بے قرار اور بے چین کی دُعا یا فریاد کو سُنتا اور قبول کرتا ہے اور اُس کی تکلیف کو دُور کر دیتا ہے، جب وہ اُسے پُکارتا ہے[2]؟ اور (کون ہے جو) تمھیں زمین میں ایک دُوسرے کی جگہ پر لاتا رہتا ہے ؟ (یا) اور (کون ہے) جو تم کو زمین میں صاحبِ تصرّف بناتا ہے ؟ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور خدا ہے (جو یہ کام کر سکے) ؟ تم لوگ بہت کم سوچتے سمجھتے اور غور کرتے ہو (یا) تم لوگ سمجھانے کا بہت کم اثر لیتے ہو ۶۲

حَاجِزًا ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝۶۱

اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوْٓءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ۝۶۲

(پچھلے صفحہ کا بقیہ)

جس کے معنی عدیل یعنی "ہمسر قرار دینا" کے ہیں تو اس کا ترجمہ یہ ہوگا کہ وہ ایسے ہیں جو (خدا کا) مدمقابل تجویز کرتے ہیں۔ (تفسیر تبیان، مجمع البیان، فصل الخطاب)

***

[1] خدا نے میٹھے اور کھارے پانی کے درمیان جہاں دریا سمندر سے ملتے ہیں اور پھر ساتھ ساتھ بہتے ہیں اپنی قدرت کا ایسا پردہ حائل کر دیا ہے کہ دونوں پانی ایک دوسرے سے مخلوط نہیں ہوتے۔ (تفسیر جلالین)

***

[2] حضرت امام جعفر صادقؑ نے پیغمبر اسلامؐ سے روایت فرمائی ہے کہ یہ آیت (حقیقی اور اولین معنی میں) امام مہدیؑ قائم آل محمدؐ کے بارے میں نازل ہوئی ہے "خدا کی قسم وہی مضطر یعنی "بے چین اور

(بقیہ اگلے صفحہ پر)

www.drhasanrizvi.org

اور کون ہے جو خشکی اور سمندروں کے اندھیروں میں تم کو راستہ دِکھاتا ہے؟ اور جو اپنی رحمت کے آگے آگے ہواؤں کو خوشخبری دے کر بھیجتا ہے؟ کیا کوئی اور خدا ہے اللہ کے ساتھ (جو یہ کام کر سکے)؟ بہت بلند و بالا ہے خدا کی ذات، اُس شِرک سے جو یہ لوگ کیا کرتے ہیں (۶۳)

اور وہ کون ہے جو مخلوق کو پَیدا کرنے کی اِبتدا کرتا ہے؟ اور پھر اُن کو دوبارہ بھی (زِندہ کر) اُٹھائے گا - اور کون تمھیں آسمان اور زمین سے روزی عطا کرتا ہے[1]؟ کیا اللہ کے سِوا کوئی اور خدا ہے (جو اِن کاموں میں حِصّہ دار بن سکے)؟ کہو کہ لاؤ اپنی کوئی دلیل، اگر تم سچّے ہو (۶۴)

اَمَّنْ يَّهْدِيْكُمْ فِيْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَنْ يُّرْسِلُ الرِّيٰحَ بُشْرًاۢ بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ ۭ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ۭ تَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ (۶۳)

اَمَّنْ يَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ وَمَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَاۗءِ وَالْاَرْضِ ۭ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ۭ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ (۶۴) ۔

(پچھلے صفحہ کا بقیہ)

بے قرار" ہیں جس وقت وہ مقامِ ابراہیمؑ پر دو رکعت نماز پڑھیں گے اور اللہ سے دعا فرمائیں گے تو خدا اُن کی دعا قبول فرمالے گا اور اُن سے مصیبت کو دور کردے گا اور اُن کو تمام روئے زمین کا خلیفہ بنا دے گا - اور پہلے شخص جو ان کی بیعت کریں گے وہ حضرت جبرئیل ہوں گے - پھر ۳۱۳ مرد ہوں گے" (تفسیر صافی صفحہ ۳۰۳ بحوالہ تفسیر قمی)-

***

---

[1] آسمان سے خدا کے روزی دینے کا مطلب پانی برسانا ہے - (لیکن ممکن ہے مستقبل میں دوسرے سیّاروں سے روزی ملنے کے دروازے کھل جائیں) اور زمین سے روزی دینے کے معنی نباتات کا اُگنا ہے - (تبیان)

***

www.drhasanrizvi.org

اُن سے کہو کہ اللہ کے سِوا آسمانوں اور زمین میں کوئی "غیب" (یعنی) تمام چھُپی ہوئی باتوں کو نہیں جانتا۔ اُن کو تو یہ بھی خبر نہیں کہ وہ کب اُٹھائے جائیں گے؟[1] ﴿۶۵﴾ بلکہ رفتہ رفتہ آخرت کی منزل میں جا کر کہیں اُنھیں اِس کا پُورا عِلم ہوگا۔ حالانکہ (فی الوقت تو) یہ اُس وقت ہی کے بارے میں شک میں پڑے ہوئے ہیں، بلکہ اُس وقت کی طرف سے اندھے (بنے ہوئے) ہیں (یعنی قیامت کے وقت کو اُنھوں نے اَپنی نِگاہوں سے بالکل ہی اوجھل کر رکھا ہے، اور اُس وقت سے بالکل غافل اور بے پرواہ ہیں) ﴿۶۶﴾ ع

ع ۵ ۸ ۱

اور (حد تو یہ ہے کہ) اَب یہ کافر، اَبدی حقیقتوں کے مُنکر، کہتے ہیں: "کیا جب ہم اور ہمارے باپ

قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ ۭ وَمَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ ﴿۶۵﴾
بَلِ ادّٰرَكَ عِلْمُهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ ۣ بَلْ هُمْ فِيْ شَكٍّ مِّنْهَا ۡ بَلْ هُمْ مِّنْهَا عَمُوْنَ ﴿۶۶﴾ ع
وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا ءَاِذَا كُنَّا تُرٰبًا وَّاٰبَاۗؤُنَآ اَىِٕنَّا

---

[1] آیت کا اصل مطلب یہ ہے کہ خدا کو بے بتائے سب کچھ معلوم ہے اور کسی دوسرے کو بے بتائے کچھ بھی معلوم نہیں (ماجدی)۔ یعنی انسان اپنے ذرائع اور ادراک سے اِن باتوں کو معلوم نہیں کر سکتا۔ ان باتوں کا علم صرف خدا کو ہے۔ اب خدا جس کو مناسب سمجھتا ہے اور جتنا مناسب سمجھتا ہے اُس علم میں سے کچھ عطا فرما دیتا ہے۔ (مجمع البیان)۔

ایک دن حضرت علیؑ نے بعض ایسی باتیں بتائیں جو ابھی ہوئی بھی نہ تھیں۔ اس پر کسی نے کہا "یا امیر المومنین! کیا آپ کو علمِ غیب عطا کیا گیا ہے؟" حضرت علیؑ مسکرائے اور فرمایا "یہ چیزیں یا خبریں علمِ غیب نہیں ہیں۔ بلکہ یہ باتیں تو صاحبِ علم سے سیکھنے پر موقوف ہیں۔ علمِ غیب تو قیامت کا علم ہے یا وہ چیزیں ہیں جن کو خدا نے اِس آیت میں شمار فرمایا ہے۔ اس کے سوا جو علم ہے وہ خدا نے اپنے نبیؐ کو تعلیم دیا ہے اور انہوں نے مجھے سکھایا ہے" (تفسیر صافی صفحہ ۳۷۳ بحوالہ نہج البلاغہ)۔

***

www.drhasanrizvi.org

دادا مٹّی ہو چکے ہوں گے، تو ہمیں واقعی (قبروں
سے باہر) نِکالا جائے گا؟ (۶۷) اَیسے (اُوٹ پٹانگ
جھُوٹے) وعدے ہم سے، اور ہم سے پہلے ہمارے
باپ داداؤں سے، بہت کیئے جا چُکے ہیں۔ یہ سَب
کچھ نہیں ہے سِوائے پچھلے لوگوں کے (فرضی گھڑے
ہوئے) بے سَنَد قِصّے، کہانیوں اور افسانوں کے" (۶۸)
کہو ذرا زمین پر چل پھر کر تو دیکھو کہ (تم جیسے
گناہگار مجرموں کا کیا حشر اور کیا انجام ہو
چُکا ہے[1] (۶۹)
(غرض اَے رسولؐ) آپؐ اِن لوگوں کے حال
پر بالکل رنجیدہ نہ ہوں اور نہ اِن کی باتوں پر
دل تنگ ہوں[2] (۷۰) اَب تو وہ یہ پُوچھتے ہیں کہ
"تمھارا وہ (قیامت یا عذابِ خدا کا) وعدہ یا دھمکی

لَمُخْرَجُوْنَ ﴿۶۷﴾
لَقَدْ وُعِدْنَا هٰذَا نَحْنُ وَاٰبَآؤُنَا مِنْ قَبْلُ ۙ اِنْ
هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۶۸﴾
قُلْ سِيْرُوْا فِى الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ
الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۶۹﴾
وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُنْ فِىْ ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُوْنَ ﴿۷۰﴾
وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۷۱﴾

---

[1] دلیل یہ ہے کہ ہمارے انبیاءؑ نے حق کی منکر قوموں پر عذاب آنے کی خبریں دی تھیں اور وہ سب درست ثابت ہوئیں۔ تو اب مان لو کہ وہ سب سچے لوگ تھے۔ اس لئے اُن کی وہ خبریں جو وہ آخرت کے بارے میں دے رہے ہیں، سچ ثابت ہوں گی۔

دوسرا مفہوم یہ ہے کہ تم سے پہلے والوں کو بھی یہ خبریں دی گئی تھیں تو اُنہوں نے بھی ماننے سے انکار کر دیا تھا۔ پھر دیکھ لو کہ اُن کا کیا حشر ہوا۔ اب اگر تم نے بھی انہیں کی طرح حق کا انکار کیا، تو تمہارا بھی وہی حشر ہوگا۔ (جلالین)

***

[2] کیونکہ رسولؐ اپنی بے پناہ محبت اور شفقت کی وجہ سے کافروں کے لئے غم کھاتے تھے۔ اِس لئے اُن سے فرمایا "آپ غم نہ کھائیں" اور کیونکہ رسولؐ کا دل اِس لئے کڑھتا تھا کہ کافروں کی مخالفت کے سبب اسلام کی ترقی کی رفتار کم نہ ہو جائے تو فرمایا "آپؐ ان کی باتوں، حرکتوں پر دل تنگ نہ ہوں"

***

www.drhasanrizvi.org

قُلْ عَسٰۤی اَنْ یَّکُوْنَ رَدِفَ لَکُمْ بَعْضُ الَّذِیْ تَسْتَعْجِلُوْنَ ﴿۷۲﴾
وَاِنَّ رَبَّکَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَی النَّاسِ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَهُمْ
لَا یَشْکُرُوْنَ ﴿۷۳﴾
وَاِنَّ رَبَّکَ لَیَعْلَمُ مَا تُکِنُّ صُدُوْرُهُمْ وَمَا یُعْلِنُوْنَ ﴿۷۴﴾

کب پُوری ہو گی ؟ اگر تم سچّے ہو" ﴿۷۱﴾ فرما دیں
کہ : "کچھ عجب نہیں کہ اُس (عذاب) کا کچھ حصّہ
تو تمھارے بالکل ہی نزدیک آگیا ہو، جس کے
آنے کی تم جلدی مچا رہے ہو[1]" ﴿۷۲﴾ اور اصل حقیقت
تو یہ ہے کہ تمھارا پالنے والا مالک تمام لوگوں
پر بڑا فضل و کرم کرنے والا ہے[2] (کہ ایسی ایسی
جسارتوں اور بدتمیزیوں کے باوجود اُن کو اصلاح
کی مُہلت پر مُہلت اور نِعمتوں پر نِعمتیں دئے ہی
چلا جا رہا ہے) مگر اس کے باوجود اُن کی اکثریت
شُکر نہیں کرتی ﴿۷۳﴾ اور یہ بھی حقیقت ہے کہ آپؐ
کا پالنے والا مالک خُوب جانتا ہے جو کچھ اُن کے
سینے اپنے اندر چُھپائے ہوئے ہیں، اور اُسے بھی
جو وہ ظاہر کرتے ہیں ﴿۷۴﴾ (کیونکہ) آسمانوں اور زمین

[1] خدا کے کلام میں کسی بات پر شک کا اظہار نہیں ہوا کرتا اس لئے جب خدا فرمائے کہ "کچھ عجب نہیں" تو اس کا مطلب یہی ہوتا ہے کہ یہ بات یقیناً ہونے والی ہے (تبیان)۔
یہ صرف کہنے کا ایک بلیغ انداز ہے۔

***

[2] خدا کا یہ فرمانا کہ "خدا بڑے فضل و کرم والا ہے" کا یہاں مطلب یہ ہے کہ خدا کافروں پر بھی عذاب بھیجنے میں جلدی نہیں کرتا ۔ بلکہ ان کو اصلاح کی مہلت پر مہلت عطا فرماتا ہے۔ (فصل الخطاب)

***

www.drhasanrizvi.org

کی کوئی چھُپی ہوئی چیز ایسی ہے ہی نہیں جو (ہماری)
ایک کھُلی ہوئی واضح کتاب (کتابِ مبینؔ[1]) میں
لکھی ہوئی نہ ہو (۷۵)
حقیقت یہ ہے کہ یہ قرآن بنی اسرائیل کو اکثر
اُن باتوں کی حقیقت بتاتا ہے جس میں وہ ایک
دُوسرے سے اِختلاف کرتے ہیں[2] (۷۶) (اِس لئے بھی
واقعاً یہ قرآن سراسر ہدایت اور رحمت ہے، اِیمان
لانے والوں کے لئے (یعنی) اُن لوگوں کے لئے جو
اَبدی حقیقتوں (کو سمجھنے) کے طالب ہیں اور اُن
کو دل سے مانتے ہیں (۷۷) یقیناً میرا پالنے والا
مالک اُن لوگوں کے درمیان فیصلہ کر دے گا۔
(کیونکہ) وہ زبردست طاقت والا بھی ہے، اور
ہرچیز کا جاننے والا بھی ہے (۷۸) پس آپؐ اللہ پر

وَمَا مِنْ غَآئِبَةٍ فِي السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ﴿۷۵﴾
اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَقُصُّ عَلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اَكْثَرَ الَّذِيْ هُمْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۷۶﴾
وَاِنَّهٗ لَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۷۷﴾
اِنَّ رَبَّكَ يَقْضِيْ بَيْنَهُمْ بِحُكْمِهٖ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْعَلِيْمُ ﴿۷۸﴾

---

[1] "کتابِ مبین" کھلی ہوئی کتاب سے مراد لوحِ محفوظ ہے۔ جس میں ہر چھوٹی بڑی چیز لکھی ہوئی ہے (معالم)

حضرت امام موسیٰ کاظمؑ نے فرمایا کہ خدا فرماتا ہے " پھر ہم نے (اپنی) کتاب کا وارث ان کو بنایا جن کو ہم نے اپنے بندوں میں سے چن لیا "۔ پس ہم (محمدؐ و آل محمدؐ) ہی وہ ہیں جن کو اللہ نے اس کام کے لئے چن لیا ہے۔ اور ہمیں کو اس کتاب (قرآن) کا وارث بنایا ہے، جس میں ہر چیز کا بہترین بیان موجود ہے "۔ (تفسیرِ صافی صفحہ ۳۷۴ بحوالہ کافی)

***

[2] یہ آیت عیسائی۔یہودی علماء کے اِس اعتراض کا جواب ہے کہ قرآن بائیبل سے لیا گیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ قرآن نے بائیبل کے مضامین نہیں لئے بلکہ بائیبل میں جو اضافے کئے گئے ہیں اُن کی غلطیوں کو درست فرمایا ہے۔ (فصل الخطاب)

***

www.drhasanrizvi.org

فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۭ اِنَّكَ عَلَى الْحَقِّ الْمُبِيْنِ ۝۷۹
اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَاۗءَ اِذَا
وَلَّوْا مُدْبِرِيْنَ ۝۸۰
وَمَآ اَنْتَ بِهٰدِي الْعُمْيِ عَنْ ضَلٰلَتِهِمْ ۭ اِنْ تُسْمِعُ
اِلَّا مَنْ يُّؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝۸۱

پُورا بھروسہ رکھیں (کیونکہ) اِس میں کوئی شک ہی نہیں کہ آپؐ بالکل واضح طور پر حق پر ہیں ۝۷۹ (البتّہ) یہ بھی حقیقت ہے کہ آپؐ مُردوں کو (حق کی آواز) نہیں سُنا سکتے[1] اور نہ بہروں تک اَپنی پُکار پہنچا سکتے ہیں، جب کہ وہ پیٹھ پھیر کر (حق بات نہ سُننے کی خاطر) بھاگے ہی چلے جا رہے ہوں[2] ۝۸۰ اور نہ آپؐ اَندھوں کو گمُراہی سے بچا کر راستہ دِکھا سکتے ہیں (یا) اور نہ آپؐ اَندھوں کو راستہ بتا کر بھٹکنے سے بچا سکتے ہیں۔ آپؐ تو اَپنی بات صرف اُن لوگوں ہی کو سُنا سکتے ہیں جو ہماری دلیلوں، نِشانیوں اور آیتوں کو دل سے ماننے کے لئے تیّار ہوں۔ پھر یہی لوگ اِسلام قبول کرنے والے فرماں بردار

[1] بعض علما۔ نے اس آیت سے یہ غلط نتیجہ نکالا کہ مُردے کچھ نہیں سن سکتے۔ حالانکہ یہاں مقصد صرف تشبیہ دینا ہے۔ کیونکہ مُردوں سے مراد ہمیشہ مرنے والے کا جسم ہوتا ہے، روح مراد نہیں ہوتی۔ اس لئے روح کے سننے کی نفی نہیں کی گئی۔
نیز یہ تسمع باب افعال سے ہے یعنی تم اُن میں سننے کی طاقت نہیں پیدا کر سکتے۔ اور سننے کی طاقت سے مراد کانوں کے پردوں پر ہوا کا ٹکرانا ہوتا ہے۔ جو مُردوں میں پیدا کرنا ممکن نہیں (ماجدی)۔

☆☆☆

[2] پھر بہرے آدمی سے تو یہ امید ہو بھی سکتی ہے کہ وہ اشاروں یا لبوں کی حرکتوں سے کچھ سمجھ لے گا لیکن اگر کوئی بہرا بھی ہو اور پیٹھ پھرائے بھاگا بھی جا رہا ہو، تو اُس سے کوئی امید نہیں ہو سکتی کہ وہ کچھ سنے گا۔ یا توجہ دے گا۔ (مجمع البیان)

***

www.drhasanrizvi.org

وَاِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ اَخْرَجْنَا لَهُمْ دَآبَّةً مِّنَ الْاَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ ۙ اَنَّ النَّاسَ كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا لَا يُوْقِنُوْنَ ﴿۸۲﴾ ع

وَيَوْمَ نَحْشُرُ مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ فَوْجًا مِّمَّنْ يُّكَذِّبُ بِاٰيٰتِنَا فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ ﴿۸۳﴾

بن جاتے ہیں ﴿۸۱﴾

اور جب ہماری بات کے پُورے ہونے کا حکم آجائے گا، تو ہم اُن کے لئے زمین سے ایک "دابۃ الارض" (چلنے پھرنے والا) نکالیں گے، جو اُن سے بات چیت کرے گا۔ اِس بنا پر کہ لوگ ہماری باتوں نشانیوں اور احکامات پر یقین نہیں کرتے تھے (یہ آیت عقیدۂ رجعت کا مُنہ بولتا ثبوت ہے) ﴿۸۲﴾ ع

اور ذرا اُس دن کا تو تصوّر کرو جس دن ہم اُن لوگوں میں سے ایک فوج کی فوج گھیر گھیر کر لے آئیں گے، جو ہماری دلیلوں، آیتوں، نشانیوں اور احکامات کو جُھٹلایا کرتے تھے پھر اُنھیں (اُن کے جُھٹلانے کے لحاظ سے) مرتّب کر

ؔ "دابہ" ہر چلنے والے کو کہتے ہیں، صرف جانور کو نہیں کہتے جیسا کہ خود قرآن میں فرمایا "کوئی زمین پر "دابہ" چلنے والا نہیں ہے سوا اِس کے کہ خدا اُس کی روزی کا ذمہ دار ہے۔"

حضرت امام جعفر صادقؑ سے روایت ہے کہ ایک دن رسول خداؐ حضرت علیؑ کے پاس تشریف لائے جب کہ وہ مسجد میں سو رہے تھے۔ انہوں نے ریت کا ایک ڈھیر اکٹھا کر کے اس پر اپنا سر رکھا ہوا تھا پس حضورؐ نے اپنے پاؤں سے اُنہیں حرکت دی اور فرمایا "اٹھو اے "دابۃ الارض"" (یعنی اے چلنے پھرنے والے اٹھو" یہ سن کر اصحاب کرام نے عرض کی کہ یارسول اللہؐ! کیا ہم بھی ایک دوسرے کو اِس لقب سے پکار سکتے ہیں؟ رسول خداؐ نے فرمایا "نہیں۔ خدا کی قسم یہ نام علیؑ کے لئے مخصوص ہے۔ جس کا ذکر اِس آیت میں کیا گیا ہے"۔ پھر فرمایا "اے علیؑ! جب آخری زمانہ آئے گا تو اللہ تم کو نہایت خوبصورت شکل میں ظاہر کرے گا۔ تمہارے پاس نشان لگانے کا آلہ ہوگا۔ جس سے تم اپنے دشمنوں کو

(بقیہ اگلے صفحہ پر)

www.drhasanrizvi.org

حَتّٰۤی اِذَا جَآءُوۡ قَالَ اَکَذَّبۡتُمۡ بِاٰیٰتِیۡ وَ لَمۡ تُحِیۡطُوۡا بِهَا عِلۡمًا اَمَّا ذَا کُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۸۴﴾

کے صفوں میں کھڑا کر دیا جائے گا ﴿۸۳﴾ یہاں تک کہ جب سب آجائیں گے تو اِرشادِ (خداوندی) ہوگا "کیا تم نے میری دلیلوں، نشانیوں اور احکامات کو جُھٹلا دیا تھا حالانکہ تمھارا عِلم اُس پر حاوی بھی نہ تھا؟" (یا) جب کہ تم اُن کو اَپنے عِلم کے اِحاطہ میں بھی نہیں لائے تھے؟ (یعنی تمھارے جُھٹلانے کی وجہ ہرگز یہ نہ تھی کہ تم نے عِلمی تحقیقات کے ذریعہ یہ جان لیا تھا کہ ہماری یہ باتیں جُھوٹی ہیں۔ بلکہ تم نے غور و فکر کئے بغیر ہی ہماری باتوں کو جُھٹلا دیا تھا) اگر یہ نہیں تھا تو تم اور کیا کر رہے تھے؟ (یعنی اگر اَیسا نہ تھا تو کیا تم یہ ثابت کر سکتے ہو کہ تم نے عِلمی تحقیقات کے بعد اِن آیتوں کو جُھوٹا پایا تھا؟" ﴿۸۴﴾ غرض اُن کے (اِسی) ظلم

(پچھلے صفحہ کا بقیہ)

نشان لگادو گے"۔

اس جملے پر ایک شخص نے امام جعفر صادقؑ سے یہ طنز کیا کہ "اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ علیؑ لوگوں کو زخمی کریں گے"۔ حضرت امام جعفر صادقؑ نے فرمایا "ایسا کہنے والوں کو خدا جہنم کی آگ سے زخمی کرے گا" -(تفسیر صافی صفحہ ۴۷۴ بحوالہ تفسیر قمی)

امام رازی نے لکھا کہ "دابّہ" (یعنی چلنے پھرنے والے) کے بارے میں کتاب خدا خاموش ہے۔ اب اگر کوئی بات قولِ رسولؐ سے ثابت ہو جائے تو وہ ماننی ہی پڑے گی۔ (تفسیر کبیر)۔

---

۸۳ آلِ محمدؐ کی تفسیر کے اعتبار سے یہ قیامت کا ذکر نہیں ہے۔ کیونکہ قیامت میں تو سب کے سب اٹھائے جائیں گے۔ کچھ خاص لوگ نہیں۔ یہ رجعت کا موقع ہے کہ جس میں کچھ گروہوں کو اٹھایا جائے گا۔ جو قیامت سے پہلے چھوٹی قیامت ہوگی جس میں صرف کامل الایمان اور سخت ترین کفار، ظالمین اور منافقین کو اٹھایا جائے گا۔ اور آخر میں خدا کا یہ فرمانا کہ تم نے میری نشانیوں کو جھٹلایا" سے مراد ائمہ اہل بیتؑ کو جھٹلانا بھی ہے۔ جن کو خدا نے مرکز ہدایت قرار دیا تھا (مجمع البیان)۔ ***

www.drhasanrizvi.org

وَوَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ بِمَا ظَلَمُوا فَهُمْ لَا يَنْطِقُونَ ﴿۸۵﴾
أَلَمْ يَرَوْا أَنَّا جَعَلْنَا اللَّيْلَ لِيَسْكُنُوا فِيهِ وَالنَّهَارَ
مُبْصِرًا إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ﴿۸۶﴾
وَيَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّورِ فَفَزِعَ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَمَنْ

کی وجہ سے ہمارے عذاب کا حکم اُن پر جاری ہو کر پُورا ہو جائے گا (یعنی) ہمارا حکمِ عذاب اُن پر چل گیا ہوگا۔ تب وہ کچھ بھی نہ بول سکیں گے (یعنی اُن کی بولتی بالکل ہی بند ہو چکی ہو گی) ﴿۸۵﴾

کیا اُنھوں نے نہیں دیکھا (یا) کیا اُن کو یہ بات بھی سُجھائی نہ دی کہ ہم نے رات بنائی تاکہ وہ لوگ اُس میں آرام و سکون حاصل کریں، اور دِن کو روشن بنایا (تاکہ وہ دیکھ بھال کر کام کر سکیں)۔ (صرف) اِسی بات میں بہت سی نِشانیاں، حقیقتیں اور دلیلیں ہیں، اُن لوگوں کے لئے جو حقیقتوں کو دِل سے ماننے کے لئے تیّار ہوں[1] ﴿۸۶﴾

اور (کیا گزرے گی) اُس دن جب صُور پھُونکا جائے گا[2] اور وہ سَب کے سب بُری طرح گھبرا

[1] یعنی قرآن کی تمام باتیں دلائلِ عقل اور مشاہدہ پر مبنی ہیں۔ اور سب کے لئے ہیں۔ لیکن اِس سے فائدہ صرف وہی لوگ اٹھاتے ہیں جو اِن آیات پر غور و فکر کرتے ہیں۔ (ماجدی، فصل الخطاب)۔

***

[2] رسول خداؐ سے پوچھا گیا کہ "صور" کیا چیز ہے؟ رسول خداؐ نے فرمایا" وہ نور کا بنا ہوا سینگ ہے جسے اسرافیل منہ میں لئے ہوں گے۔ وہ ایک طرف سے تو بہت چوڑا ہے اور دوسری طرف سے تنگ ہے۔ اس میں ہر شخص کے لئے ایک سوراخ ہے۔ جتنے انسان ہیں اُتنے ہی اُس میں سوراخ ہیں۔ گویا ہر سوراخ ایک ایک روح کے لئے ہے۔" (تفسیر صافی صفحہ ۳۷۵)۔

***

www.drhasanrizvi.org

فِي الْأَرْضِ إِلَّا مَنْ شَاءَ اللَّهُ ۚ وَكُلٌّ أَتَوْهُ دَاخِرِينَ ﴿٨٧﴾
وَتَرَى الْجِبَالَ تَحْسَبُهَا جَامِدَةً وَهِيَ تَمُرُّ مَرَّ
السَّحَابِ ۚ صُنْعَ اللَّهِ الَّذِي أَتْقَنَ كُلَّ شَيْءٍ ۚ إِنَّهُ
خَبِيرٌ بِمَا تَفْعَلُونَ ﴿٨٨﴾
مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ خَيْرٌ مِنْهَا وَهُمْ مِنْ

جائیں گے جو آسمانوں میں ہیں اور جو زمین میں ہیں ۔ سِوا اُن کے جن کو خدا (اُس گھبراہٹ اور ہولِ عظیم سے بچانا) چاہے ۔ پھر سَب کے سَب خدا کے سامنے کان دبائے، سر جُھکائے، دَبے جُھکے حاضر ہو جائیں گے ﴿۸۷﴾

آج جو تم پہاڑوں کو دیکھتے ہو اور سمجھتے ہو کہ وہ خُوب جمے ہوئے ہیں، مگر حقیقتاً یہ بادلوں کی طرح اُڑ رہے ہیں[1] ۔ یہ سَب اللہ کی قدرت کا کرشمہ ہے، جس نے (اپنی حِکمت سے) ہر چیز کو بڑا مضبُوط بنا رکھا ہے ۔ حقیقتاً وہ خُوب جانتا ہے کہ تم لوگ کیا کچھ کیا کرتے ہو ﴿۸۸﴾ (اَب) جو شخص بھی 'نیکی یا بھلائی' لے کر آئے گا' تو اُسے اُس سے کہیں بہتر صِلہ ملے گا[2]' اور وہ لوگ اُس

[1] پرانے مفسرین اس آیت کو قیامت کے حالات میں شامل کرتے تھے ۔ مگر آیت کا آخری حصہ کہ یہ سب خدا کی قدرت کا کرشمہ ہے، اُن کی اس بات کو غلط ثابت کرتا ہے اب سائنس نے ثابت کر دیا کہ زمین متحرک ہے کیونکہ پرانے مفسرین زمین کی حرکت سے واقف نہ تھے اس لئے اِس آیت کو قیامت کے حالات قرار دیتے تھے ۔ حضرت ابن عباسؓ نے اِس آیت کو قیامت سے متعلق نہیں مانا تھا بعد والوں نے اپنی تفسیر میں اس آیت کو قیامت کے حالات میں ڈال دیا تھا، جو اُس وقت کے علوم کا تقاضا تھا ۔ (مجمع البیان)

[2] پیمبر اسلام نے فرمایا کہ "یہاں نیکی یا اچھائی سے (اولین) مراد کلمہ شہادت یعنی توحید پر ایمان ہے" (از ابن عباسؓ، ابن مسعود، مجاہد، حسن، سعید بن جبیرؓ، عطاء وقتادہ، در تفسیر روح المعانی)

حضرت علیؑ نے فرمایا "حسنہ یعنی بھلائی سے مراد اچھائی یا نیکی سے اس آیت

(بقیہ اگلے صفحہ پر)

www.drhasanrizvi.org

دِن کی بڑی سخت گھبراہٹ سے بھی محفوظ ہوں گے (۸۹)
اور جو بُرائی لئے ہوئے آئے گا تو ایسے سب لوگ
اوندھے مُنہ آگ میں پھینک دئے جائیں گے۔
کیا تم لوگ اِس کے سِوا کوئی اور بدلہ پا سکتے ہو
کہ تم جیسا کرو ویسا ہی بھرو؟ (یا) یہ تمھیں اِنھیں
کرتوُت کی سزا مِل رہی ہے جو تم (دُنیا میں) کیا
کرتے تھے (یعنی اُس دن خدا کے قانونِ مکافات
یعنی جیسی کرنی ویسی بھرنی کے سِوا کوئی اور قانون
ہرگز نہیں چل سکے گا) (۹۰)
(غرض اے رسولؐ کہئے) مجھے تو بس یہی حُکم
دیا گیا ہے کہ اِس شہر (مکّہ) کے پالنے والے مالک
کی بندگی (مکمّل اِطاعت) کروں، جس نے اُسے
محترم قرار دِیا ہے۔ اور جو ہر چیز کا مالک ہے۔ مجھے

فَزَعٍ يَوْمَئِذٍ اٰمِنُوْنَ (۸۹)
وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَكُبَّتْ وُجُوْهُهُمْ فِي النَّارِ هَلْ
تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ (۹۰)
اِنَّمَآ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ رَبَّ هٰذِهِ الْبَلْدَةِ الَّذِيْ

(پچھلے صفحہ کا بقیہ)

میں مراد ہم اہل بیتؑ رسولؐ کی ولایت یعنی دوستی اور سرپرستی اور ہماری معرفت اور محبت بھی ہے۔ اور السیئۃ یعنی برائی سے یہاں مراد ہماری دشمنی اور ہماری ولایت کا انکار ہے۔ پھر آپ نے یہی آیت تلاوت فرمائی۔ (تفسیر صافی صفحہ ۳۷۵ و تفسیر قمی بحوالہ امام جعفر صادقؑ)

***

لہ "برائی" سے یہاں مراد کفر و شرک لیا ہے۔ کیونکہ ہر برائی پر جہنم کی سزا مقرر نہیں ہے اور بہت سے گناہوں کی معافی کا ذکر بھی قرآن میں موجود ہے اِس لئے علامہ طبرسی نے لکھا۔
"یعنی بڑی نافرمانی یا کفر یا شرک کرنا"
(مجمع البیان)

***

www.drhasanrizvi.org

حَرَّمَهَا وَلَهٗ كُلُّ شَیْءٍ وَّاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ﴿۹۱﴾
وَاَنْ اَتْلُوَا الْقُرْاٰنَ فَمَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا یَهْتَدِیْ
لِنَفْسِهٖ وَمَنْ ضَلَّ فَقُلْ اِنَّمَاۤ اَنَا مِنَ الْمُنْذِرِیْنَ ﴿۹۲﴾
وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ سَیُرِیْكُمْ اٰیٰتِهٖ فَتَعْرِفُوْنَهَا وَمَا

تو یہ حُکم دیا گیا ہے کہ میں 'مسلم' (یعنی) خدا کا
مکمّل فرماں بردار، بن کر رہوں ﴿۹۱﴾ اور یہ بھی کہ
(تمھیں قرآن کی آیتیں) پڑھ پڑھ کر سُناؤں۔ اَب
جو ہدایت کا راستہ اِختیار کرے گا' وہ اَپنے ہی
فائدے اور بھلے کے لئے اُس کو اِختیار کرے گا۔ اور
جو گمراہی پر برقرار رہے گا' تو اُس سے کہہ دیجئے
کہ میں تو بس بُرائی کے بُرے انجام سے ڈرانے
والوں میں سے (ایک) ہوں ﴿۹۲﴾ (اُن سے) کہہ
دیجئے کہ "ساری کی ساری تعریف اللہ کے لئے
ہے[1]۔ وہ بہت جلد تمھیں اَپنی نِشانیاں دِکھا دے گا۔
اور تم اُنھیں (خوب اَچھّی طرح سے) پہچان بھی
لوگے (کہ یہی وہ عذاب یا جہنّم کی آگ ہے جو
تمھارے ہی لئے سُلگائی گئی ہے)[2] اور تمھارا پالنے

[1] اہل اشارات نے لکھا کہ خدا کا سورہ کے خاتمہ پر الحمدللہ کہنا یہ تعلیم دیتا ہے کہ مسلمانوں کو سارے کام "الحمدللہ" یعنی خدا کے شکر اور تعریف پر ختم کرنے چاہئیں اور عرفاء نے نتیجہ نکالا کہ مجاہدہ کے تمام نتائج کو اللہ کی عطا سمجھنا چاہیئے۔

[2] آیت کا مفہوم یہ ہے کہ جب تم خود اللہ کے عذاب کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لو گے تو میری تمام باتوں کا یقین کر لوگے۔ اُس وقت تم کو میری نصیحتوں کی قدر ہوگی ۔(ابن جریر)

اور آخر میں خدا کا یہ فرمانا کہ:۔ "خدا تمھارے کاموں سے ذرا بھی غافل نہیں ہے گناہ گاروں کے لئے سخت تنبیہہ ہے۔ لیکن اہلِ ذوق و محبت کے لئے بڑی لذیذ بشارت ہے کہ اُن کا خلوص خدا سے ذرا بھی چھپا نہیں ہے۔ معشوق ہو تو ایسا ہو۔

***

ع رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ ﴿۹۳﴾

آیاتها ۸۸ (۲۸) سُوْرَۃُ الْقَصَصِ مَكِّيَّةٌ رکوعاتها ۹

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

طٰسٓمٓ ﴿۱﴾

تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ﴿۲﴾

نَتْلُوْا عَلَيْكَ مِنْ نَّبَاِ مُوْسٰى وَفِرْعَوْنَ بِالْحَقِّ

لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۳﴾

والا مالک اُن کاموں سے ذرا بھی بے خبر اور

غافل نہیں ہے، جو تم کیا کرتے ہو ﴿۹۳﴾ ع

۷ ع ۱۱ ۲

آیات ۸۸ سورۂ قصص مکّی رکوعات ۹

(واقعات والا سورہ)

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام کی مدد مانگتے ہوئے جو سب

کو فیض اور فائدے پہنچانے والا، بے حد مسلسل رحم کرنے والا ہے

طا ۔ سین ۔ میم ﴿۱﴾ یہ روشن واضح کتاب کی

آیتیں ہیں ﴿۲﴾ ہم آپؐ کے سامنے موسیٰؑ اور فرعون

کی کچھ خبریں بالکل ٹھیک ٹھیک پڑھ کر سناتے

ہیں، ایسے لوگوں کے فائدے کے لئے جو ابدی حقیقتوں

کو دل سے ماننے کے لئے تیار ہوں ﴿۳﴾

واقعہ یہ ہے کہ فرعون نے خود کو بڑا سمجھتے ہوئے

(صفحہ ۱۳۸۳ کا بقیہ)

۱؎ عارفین نے نتیجہ نکالا کہ کاملین بھی فطری اثرات سے محفوظ نہیں ہوتے ۔ حضرت امام محمد باقرؑ سے روایت ہے کہ "حضرت موسیٰؑ کی ماں ایسی بے چین ہوئیں کہ قریب تھا کہ وہ لوگوں کو حضرت موسیٰؑ کی ولادت کی خبر سنا دیں یا مر جائیں پھر انہوں نے اپنے آپ کو سنبھالا"۔

محققین نے نتیجہ نکالا کہ خدا کی نگاہ میں حضرات انبیاء کے ماں باپ بڑا مقام رکھتے ہیں ۔ حضرت موسیٰؑ کی والدہ کی آنکھیں ٹھنڈی رکھنے کے لئے خدا کیا کیا بندوبست فرما رہا ہے ۔ ظاہر ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰؐ کے والدین کا خدا کی نگاہ میں کتنا بلند مقام ہوگا۔

دوسرا نتیجہ یہ نکلا کہ جو شخص خدا کے نبی یا ولی کی خدمت کرے اور اِس راہ میں تکلیف اٹھائے تو وہ خدا کے نزدیک قابلِ تعریف ہے اور خدا خود اُس کا دل تھام کر مضبوط کر دیا کرتا ہے۔

***

إِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِي الْأَرْضِ وَجَعَلَ أَهْلَهَا شِيَعًا
يَسْتَضْعِفُ طَائِفَةً مِّنْهُمْ يُذَبِّحُ أَبْنَاءَهُمْ وَ
يَسْتَحْيِي نِسَاءَهُمْ ۚ إِنَّهُ كَانَ مِنَ الْمُفْسِدِينَ ④
وَنُرِيدُ أَن نَّمُنَّ عَلَى الَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا فِي الْأَرْضِ
وَنَجْعَلَهُمْ أَئِمَّةً وَنَجْعَلَهُمُ الْوَارِثِينَ ⑤
وَنُمَكِّنَ لَهُمْ فِي الْأَرْضِ وَنُرِيَ فِرْعَوْنَ وَهَامَانَ

زمین میں بڑی سرکشی کی۔ اُس نے زمین پر رہنے والوں کو مختلف گروہوں، طبقوں اور جماعتوں میں بانٹ رکھّا تھا۔ پھر وہ (ایک گروہ کے ذریعہ) اُن میں کے دُوسرے گروہ کو کمزور بنا کر ذلیل کرتا تھا (اِس طرح کہ) وہ اُن کے بیٹوں کو تو ذبح کر دیتا تھا اور ان کی بیٹیوں کو زندہ رکھ لیتا تھا۔ حقیقتاً وہ خرابی پھیلانے والے فسادیوں میں سے تھا ④

اور ہم نے بھی یہ اِرادہ کر لیا تھا کہ اِحسان اور مہربانی کریں اُن لوگوں پر جن کو کمزور بنا کر پیسا گیا تھا۔ پھر اُنھیں کو [1] (دُنیا کا) پیشوا بھی بنائیں اور اُنھیں کو آخر میں [2] (ہر چیز کا) مالک بنا دیں[1] ⑤ اُن [3] کو زمین میں اِقتدار بخشیں اور فرعونؑ [4] و ہامان اور اُن کے تمام لشکروں کو وہی

[1] عرفاء نے نتیجہ نکالا کہ کسی کا کمزور، مغلوب، مظلوم ہونا خود خدا کی توجہ اور مدد کئے جانے کا سبب بن سکتا ہے۔

حضرت امام جعفر صادقؑ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ رسول خداؐ نے حضرت علیؑ، امام حسنؑ اور امام حسینؑ کو دیکھا تو رونے لگے اور فرمایا "تم ہی وہ لوگ ہو جن کو میرے بعد کمزور کر دیا جائے گا۔ پھر اسی آیت کی تلاوت فرمائی۔

امام جعفر صادقؑ نے فرمایا "یہ آیت (اولین معنی میں) ہم آل محمدؐ کے حق میں نازل ہوئی ہے" (تفسیر صافی صفحہ ۳۷۶ بحوالہ معانی الاخبار والمجالس)

اسی طرح دوسری جگہ خدا نے بطور وعدہ فرمایا "اللہ کا وعدہ ہے ان سے جو تم میں ایمان رکھتے ہوں اور نیک کام کرتے ہوں کہ انہیں زمین میں خلیفہ بنائے گا" ظاہر ہے کہ یہ وعدہ اُنہیں افرادِ امت کے لئے ہے جنہیں دبایا پیسا گیا ہے۔ انہیں کے لئے لازمی طور پر خدا کا یہ وعدہ پورا ہونا ہے۔ انہیں ائمہ ہدایتؑ کو زمین کا وارث ہونا ہے اور خدا کا یہ وعدہ امام مہدیؑ کے آنے پر پورا ہو گا

***

www.drhasanrizvi.org

کچھ دِکھلا دیں جس سے وہ ڈرتے تھے اور بچنا چاہتے تھے ⑥

تو ہم نے موسیٰؑ کی ماں کو وحی کی کہ تم موسیٰؑ کو دُودھ پلاؤ۔ اِس کے بعد جب تمھیں اُس کی جان کا خطرہ ہو، تو اُسے دریا میں ڈال دو۔ اور ڈرو مت اور نہ غم کرو۔ ہم اُسے تمھارے ہی پاس واپس لے آئیں گے، اور اُس کو پیغمبروںؑ میں سے قرار دیں گے (یا) اُسے پیغمبروںؑ میں شامل کریں گے[لے] ⑦

(تو آخرکار) موسیٰؑ کو فرعون کے گھر والوں نے اُٹھا لیا۔ تاکہ وہ اُن کے لئے اُن کے دُشمن اور باعثِ رنج و غم بنیں۔ واقعی فرعون اور ہامان اور اُن کے لشکر (اپنی تدبیروں اور

وَجُنُوْدَهُمَا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَحْذَرُوْنَ ⑥
وَاَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اُمِّ مُوْسٰٓى اَنْ اَرْضِعِيْهِ ۚ فَاِذَا خِفْتِ
عَلَيْهِ فَاَلْقِيْهِ فِى الْيَمِّ وَلَا تَخَافِىْ وَلَا تَحْزَنِىْ ۚ اِنَّا
رَآدُّوْهُ اِلَيْكِ وَجَاعِلُوْهُ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ⑦
فَالْتَقَطَهٗٓ اٰلُ فِرْعَوْنَ لِيَكُوْنَ لَهُمْ عَدُوًّا وَّحَزَنًا ۗ اِنَّ
فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ وَجُنُوْدَهُمَا كَانُوْا خٰطِـِٕيْنَ ⑧

لے شاہ عبدالقادر نے لکھا "مادرِ موسیٰؑ کے دل میں پڑ گیا یا خواب میں دیکھا" ہماری پرانی تفسیروں میں ہے کہ آسمان سے آواز بھی آئی اور صندوق بھی آسمان میں سے اترا۔ (تفسیر علی بن ابراہیم) اور جبرئیل نے پیغام پہنچایا۔ (مجمع البیان)۔

محققین نے نتیجہ نکالا کہ خدا کی منصب یافتہ خواتین بھی ہو سکتی ہیں۔ (فصل الخطاب)

حضرت موسیٰؑ کی ماں کے نام کے بارے میں اختلاف ہے۔ سلیمان جمل نے ان کا نام "محیانہ بنت یصہر بن لاوی" لکھا۔ ثعلبی کے نزدیک ان کا نام لوخا بنت یاور بن لاوی بن یعقوب تھا۔ (لغات القرآن نعمانی جلد نمبر ا صفحہ ۱۵۱)

***

www.drhasanrizvi.org

چالاکیوں میں بڑی) غلطی کرنے والے تھے ﴿۸﴾
(غرض) فرعون کی بیوی نے (فرعون سے) کہا:
"یہ میرے اور تیرے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔
تم لوگ اِسے قتل نہ کرو۔ بہت ممکن ہے کہ یہ
ہمیں فائدہ پہنچائے، یا پھر ہم اِسے اپنا بیٹا
ہی بنالیں۔" مگر وہ (لوگ اپنے اِس کام کے)
انجام سے بے خبر تھے[1] ﴿۹﴾

اُدھر موسیٰؑ کی ماں کا دِل بے چینی اور اِضطراب
کی وجہ سے قابُو سے باہر ہوا چلا جا رہا تھا۔ بس
قریب تھا کہ وہ (موسیٰؑ کی پیدائش کا) راز ہی
فاش کر دیتیں، اگر ہم اُن کے دِل کو تھام کر
مضبوط نہ کر دیتے، تاکہ وہ (اللہ کی قدرت اور
حِکمت پر) اِیمان لانے والوں میں سے ہوں[2] ﴿۱۰﴾

وَقَالَتِ امْرَاَتُ فِرْعَوْنَ قُرَّتُ عَيْنٍ لِّي وَلَكَ ؕ لَا
تَقْتُلُوْهُ ۖ عَسٰۤى اَنْ يَّنْفَعَنَاۤ اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا وَّهُمْ
لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۹﴾
وَاَصْبَحَ فُؤَادُ اُمِّ مُوْسٰى فٰرِغًا ؕ اِنْ كَادَتْ لَتُبْدِيْ بِهٖ
لَوْلَاۤ اَنْ رَّبَطْنَا عَلٰى قَلْبِهَا لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۰﴾

---

[1] یعنی وہ اس انجام سے بے خبر تھے کہ موسیٰؑ ہی کے ہاتھوں اُن کی سلطنت کا تیا پانچا ہو جائے گا۔ (بقول مجاہد قتادہ و ضحاک از تفسیر کبیر)

حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ فرعون نے اپنی بیوی کا یہ قول سن کر کہا "موسیٰؑ تیری آنکھوں کی ٹھنڈک ہو تو ہو مگر میری آنکھوں کی ٹھنڈک نہ ہو"۔ رسولؐ خدا نے فرمایا "قسم ہے اُس ذات کی جس کی قسمیں ہم کھایا کرتے ہیں کہ اگر فرعون بھی اِس بات کا اقرار کر لیتا کہ موسیٰؑ میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہو گا، جیسا کہ اُس کی بیوی نے کہا تھا، تو خدا فرعون کو بھی حضرت موسیٰؑ کے ذریعہ ہدایت کی توفیق عطا فرما دیتا۔ جس طرح کہ اُس کی بیوی کو خدا نے ہدایت قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائی"۔

عرفاء نے نتیجے نکالے کہ (۱) خدا کی توفیقات بھی انسان کی اپنی کوششوں کے سبب ہوتی ہیں۔ خدا مستحقین کو اپنی توفیقات عطا فرماتا ہے، اندھا دھند نہیں دیتا۔ (۲) دوسرے یہ کہ انبیاء اور اولیاء

(بقیہ اگلے صفحہ پر)

وَقَالَتْ لِأُخْتِهِ قُصِّيهِ فَبَصُرَتْ بِهِ عَنْ جُنُبٍ وَّ
هُمْ لَا يَشْعُرُونَ ⑪
وَحَرَّمْنَا عَلَيْهِ الْمَرَاضِعَ مِنْ قَبْلُ فَقَالَتْ هَلْ أَدُلُّكُمْ
عَلَىٰ أَهْلِ بَيْتٍ يَكْفُلُونَهُ لَكُمْ وَهُمْ لَهُ نَاصِحُونَ ⑫
فَرَدَدْنَاهُ إِلَىٰ أُمِّهِ كَيْ تَقَرَّ عَيْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ وَلِتَعْلَمَ أَنَّ

اُنھوں نے بچّے کی بہن سے کہا۔ ذرا اِس (دریا میں بہتے ہوئے صندوق) کے پیچھے پیچھے جا۔ چنانچہ وہ (صندوق کو جس میں موسیٰؑ بند تھے) الگ سے اِس طرح سے دیکھتی تھی کہ (فرعونیوں کو بالکل) پتہ نہ چلا ⑪ اُدھر ہم نے پہلے ہی بچّہ پر دُودھ پلانے والیوں کا دُودھ حرام کر رکھّا تھا (یعنی بچّہ دُودھ پلانے والیوں کے سینوں کو مُنہ تک نہ لگاتا تھا۔ تو یہ حالت دیکھ کر) اُس لڑکی نے کہا: ”کیا میں تم کو ایک اَیسے گھر والے کا پتہ بتا دوں جو اِس بچّہ کو تمھارے لئے پال دیں“ اور وہ اِس بچّے کی بھلائی چاہنے والے بھی ہوں“ ⑫ (غرض اِس طرح) ہم نے موسیٰؑ کو اُس کی ماں کی طرف پَلٹا دیا“ تاکہ اُن[1] کی آنکھیں ٹھنڈی رہیں“ اور وہ[2] غمگین نہ ہوں“

(پچھلے صفحہ کا بقیہ)

خدا سے محبت کرنا خدا کی توفیقات کا مستحق بنا دیتا ہے۔ جب موسیٰؑ کی محبت فرعون جیسے سرکش کو توفیقات الہیٰ کا مستحق بنا سکتی ہے تو محمدؐ وآل محمدؑ کی محبت یقیناً اس سے اعلیٰ وارفع ہے اور اِس کے سبب بندہ خدا کی خاص رحمتوں اور توفیقات کا مستحق بن جاتا ہے۔ یہ محبت تو اجرِ رسالت بھی ہے اور دین اسلام کی اساس و بنیاد بھی۔

جب موسیٰؑ کی محبت کے سبب فرعون کی بیوی کو ایمان کی دولت ملی اور وہ اپنے زمانے کی سب سے افضل خاتون قرار پائیں، جب کہ وہ محبتؑ اولاد نہ ہونے کے سبب ایک طبعی محبت تھی۔ تو اہل اللہ مومنین اور خاص کر محمدؐ وآل محمدؑ کی محبت انسان کو کس قدر بلند مرتبہ پر پہنچا دے گی۔ اِسی لئے حضرت امام حسن عسکریؑ نے فرمایا کہ ”جو شخص ہماری خوشی میں خوش ہو اور ہماری تکلیف سن کر اپنے دل میں تکلیف محسوس کرے وہ ہمارے ساتھ ہوگا“ ہمارے درجات میں ہوگا“۔ (بحار الانوار)

***

(بقیہ صفحہ ۱۳۷۹ پر)

www.drhasanrizvi.org

وَعۡدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّلٰكِنَّ اَكۡثَرَهُمۡ لَا يَعۡلَمُوۡنَ ﴿۱۳﴾
وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَاسۡتَوٰٓى اٰتَيۡنٰهُ حُكۡمًا وَّعِلۡمًا ؕ وَ
كَذٰلِكَ نَجۡزِى الۡمُحۡسِنِيۡنَ ﴿۱۴﴾
وَدَخَلَ الۡمَدِيۡنَةَ عَلٰى حِيۡنِ غَفۡلَةٍ مِّنۡ اَهۡلِهَا فَوَجَدَ
فِيۡهَا رَجُلَيۡنِ يَقۡتَتِلٰنِ هٰذَا مِنۡ شِيۡعَتِهٖ وَهٰذَا مِنۡ

اور تاکہ وہ یہ[۳] بات جان لیں کہ اللہ کا وعدہ بالکل سچّا (ہوتا) ہے۔ مگر اُن میں کے اکثر لوگ اِس بات کو نہیں جانتے ﴿۱۳﴾ ع ۱/۲

اور جب موسیٰؑ اپنی پُوری جوانی کو پہنچ گئے[۱] اور اُن کی نشو و نما مکمّل ہو گئی تو ہم نے انُھیں "حُکم" (یعنی) حِکمت، دانائی، قُوّتِ فیصلہ، فہم و فراست اور (ہر قسم کا دینی اور دُنیوی) عِلم عطا کیا۔ ہم نیک لوگوں کو ایسا ہی صِلہ دیا کرتے ہیں[۲] ﴿۱۴﴾

ایک دِن موسیٰؑ شہر میں ایسے وقت داخل ہوئے جب شہر کے لوگ غفلت اور بے خبری کے عالم میں تھے۔ وہاں اُنھوں نے دیکھا کہ دو آدمی آپس میں لڑ رہے ہیں۔ ایک اُن کا "شیعہ"

---

[۱] کسی کا اپنی جوانی کو پہنچنے سے مراد اٹھارہ سے تیس سال کی عمر ہوتی ہے۔ (اقرب)

☆☆☆

[۲] محققین نے نتیجہ نکالا کہ (۱) پیغمبری یا رسالت کا عہدہ نبوت کے عہدے سے بلند ہوتا ہے۔ (۲) اور خدا کا آخر میں یہ فرمانا کہ "ہم نیک لوگوں کو ایسا ہی صلہ دیا کرتے ہیں" بتاتا ہے کہ علم و حکمت ملنے کے بعد حضرت موسیٰؑ کے ہاتھ سے قبطی کا قتل ہو جانا کوئی برا عمل نہ تھا کیونکہ وہ مومن کی حمایت تھی اور حضرت موسیٰؑ نے قتل کے ارادہ سے مُکّا مارا نہ تھا۔ اِس لئے اُن کا وہ اتفاقی قتل کوئی برا کام نہ تھا۔ (۳) محققین نے نتیجہ نکالا کہ اکابرین سے بھی اتفاقی طور پر ترکِ اولیٰ ہونا ممکن ہے جو شانِ نبوت کے خلاف نہیں۔ (۴) خدا کے عہدے اندھا دھند نہیں ملا کرتے۔ صلاحیت اور اعمال کی بنیاد پر ملا کرتے ہیں۔ یہ اور بات ہے کہ خدا اپنے علم میں تجربے کا محتاج نہیں (۵) اتفاقی قتل، قتلِ عمد نہیں ہوتا۔

***

www.drhasanrizvi.org

عَدُوِّهٖ ۚ فَاسْتَغَاثَهُ الَّذِیْ مِنْ شِیْعَتِهٖ عَلَی الَّذِیْ مِنْ عَدُوِّهٖ ۙ فَوَكَزَهٗ مُوْسٰی فَقَضٰی عَلَیْهِ ۖ قَالَ هٰذَا مِنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ ؕ اِنَّهٗ عَدُوٌّ مُّضِلٌّ مُّبِیْنٌ ﴿۱۵﴾ قَالَ رَبِّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاغْفِرْ لِیْ فَغَفَرَ لَهٗ ؕ

(یعنی) دوست، ماننے والا اور برادری میں سے تھا اور دوسرا اُن کے "عدو" (یعنی) دشمنوں میں سے تھا۔ تو اُس نے جو اُن کے شیعوں میں سے تھا، دشمن قوم والے کے خلاف فریاد کرتے ہوئے (موسیٰؑ کو) مدد کے لئے پکارا۔ تو موسیٰؑ نے اُسے ایک گھونسا مار دیا، تو اُس گھونسے نے اُس کا کام ہی تمام کر دیا۔ موسیٰؑ نے کہا: "یہ تو شیطان کی کارستانی ہے۔ بلاشبہ وہ (ہمارا) کھلا ہوا گمراہ کرنے والا دشمن ہے" ﴿۱۵﴾ پھر موسیٰؑ نے دُعا کی: "اَے میرے پالنے والے مالک! میں نے تو اَپنے ہی اُوپر ظلم کر ڈالا (یا) مجھ سے تو قصور ہو گیا۔ اَب تُو مجھے معاف کر دے۔" تو خدا نے اُنھیں معاف کر دیا (یا) اَے میرے پالنے والے مالک!

لہ ان دو لڑنے والوں میں ایک تو وہ تھا جو وہی کچھ کہتا تھا جو موسیٰؑ کہتے تھے اور دوسرا فرعون کا طرفدار تھا۔ (تفسیر قمی)

حضرت امام جعفر صادقؑ نے اپنے پیروکاروں سے فرمایا کہ "تمہارے لئے "شیعہ" کا لقب مبارک ہو"۔ پھر آپ نے یہی آیت تلاوت فرمائی۔

دوسری آیات سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ خدا اپنے رسولوں کے دین پر چلنے والوں کو "شیعہ" فرماتا ہے مثلاً حضرت ابراہیمؑ کے بارے میں خدا نے فرمایا وَاِنَّ من شیعتہ لابراہیم (۳۳) یعنی "حقیقتاً حضرت ابراہیم بھی حضرت نوحؑ کے شیعوں میں سے تھے"۔ اور اس آیت میں بھی خدا نے حضرت موسیٰؑ کے طرفدار کو "شیعہ" فرمایا ہے اور نبی کے دشمن کو "عدو" فرمایا ہے۔ معلوم ہوا کہ رسولوں کے دشمنوں کو "عدو" اور طرفداروں اور پیروکاروں کو "شیعہ" کہنا خدا نے پسند فرمایا ہے۔ مگر جہاں دشمنانِ خدا اور کافروں کے پیروکاروں کا ذکر آیا ہے تو ان کو شیعہ کہا ہے۔

(بقیہ اگلے صفحہ پر)

www.drhasanrizvi.org

اِنَّہٗ ہُوَ الۡغَفُوۡرُ الرَّحِیۡمُ ﴿۱۶﴾
قَالَ رَبِّ بِمَاۤ اَنۡعَمۡتَ عَلَیَّ فَلَنۡ اَکُوۡنَ ظَہِیۡرًا
لِّلۡمُجۡرِمِیۡنَ ﴿۱۷﴾
فَاَصۡبَحَ فِی الۡمَدِیۡنَۃِ خَآئِفًا یَّتَرَقَّبُ فَاِذَا الَّذِی
اسۡتَنۡصَرَہٗ بِالۡاَمۡسِ یَسۡتَصۡرِخُہٗ ؕ قَالَ لَہٗ مُوۡسٰی

اَب تُو اِس کام پر پردہ ڈال دے، تو خدا نے اُس کام کو (اپنی رحمت سے) چھپا دیا۔ حقیقتاً وہ بڑا معاف کرنے والا، پردہ پوشی کرنے والا اور بے حد مسلسل رحم کرنے والا ہے[۱] ﴿۱۶﴾ (تو پھر موسیٰؑ نے) عہد کیا کہ: "اَے میرے پالنے والے مالک! یہ اِحسان جو تُو نے مجھ پر کیا ہے کہ (میری پردہ پوشی کر کے) مجھے اپنی نِعمت سے نوازا ہے، تو اَب اِس کے بعد میں مجرموں، گناہگاروں کا مددگار نہ بنوں گا۔ (یعنی میں کبھی بھولے سے بھی اَیسے لوگوں کی کوئی مدد نہ کروں گا جو دُنیا میں ظلم و سِتم کرتے ہیں) ﴿۱۷﴾ دُوسرے دن صُبح سویرے موسیٰؑ ڈرتے سہمتے اور ہر طرف سے خطرہ کی بُو سونگھتے شہر میں نِکلے تو دفعتاً دیکھا کہ وہی شخص جس نے کل اُنھیں مدد

(پچھلے صفحہ کا بقیہ)

محققین نے نتیجہ نکالا کہ حضرت موسیٰؑ کا ارادہ قتل کا نہ تھا۔ اِسی لئے اتفاقاً مُکّے سے قبطی کو مرتے دیکھ کر فوراً فرمایا۔ "یہ اِس کا مرجانا شیطان کی کارستانی ہے۔" یعنی میرا ارادہ قتل کا نہ تھا۔ اگر قتل کا ارادہ ہوتا تو اُس کے مرنے پر خوش ہوتا۔

[۱] کاملین کی عام عادت یہی ہوتی ہے کہ اپنی معمولی سی بے احتیاطی کو بھی اپنی خطاؤں کا پہاڑ سمجھتے ہیں۔ (بیضاوی) نیز معلوم ہوا کہ (۱) کاملین سے بھی غضب کا صدور ہوتا ہے (۲) کاملین کے لئے عام آدمیوں کی نیکیاں گناہ ہوتی ہیں۔

حضرت امام رضاؑ سے روایت ہے کہ حضرت موسیٰؑ کا خود کو ظالم فرمانے کا مقصد یہ تھا کہ "میں نے اس شہر میں داخل ہو کر اپنے آپ کو غیر مناسب جگہ میں رکھا" یاد رہے کہ ظلم کے لفظی معنی یہ ہیں کہ کسی چیز کو اُس جگہ رکھا جائے جو اُس کے لئے مناسب نہ ہو۔ گویا حضرت موسیٰؑ نے دشمن کے شہر میں اپنے آنے کو ظلم سے تعبیر فرمایا۔ ورنہ اُن سے کوئی گناہ سرزد نہیں ہوا تھا۔ (القران المبین) ***

www.drhasanrizvi.org

اِنَّكَ لَغَوِيٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۱۸﴾
فَلَمَّآ اَنْ اَرَادَ اَنْ يَّبْطِشَ بِالَّذِيْ هُوَ عَدُوٌّ لَّهُمَا ۙ
قَالَ يٰمُوْسٰٓى اَتُرِيْدُ اَنْ تَقْتُلَنِيْ كَمَا قَتَلْتَ
نَفْسًۢا بِالْاَمْسِ ۖ اِنْ تُرِيْدُ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ جَبَّارًا
فِي الْاَرْضِ وَمَا تُرِيْدُ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ
الْمُصْلِحِيْنَ ﴿۱۹﴾
وَجَآءَ رَجُلٌ مِّنْ اَقْصَا الْمَدِيْنَةِ يَسْعٰى ۡ قَالَ
يٰمُوْسٰٓى اِنَّ الْمَلَاَ يَاْتَمِرُوْنَ بِكَ لِيَقْتُلُوْكَ فَاخْرُجْ

کے لئے پُکارا تھا، وہی آج پھر اُنھیں پُکار رہا ہے۔ موسیٰؑ نے کہا: "واقعاً تو بڑا بہکا ہوا اور کھلا ہوا گمراہ آدمی ہے"[1] ﴿۱۸﴾ اَب جو اُنھوں نے چاہا کہ اُس پر حملہ کریں جو اُن دونوں کے دُشمن (اسرائیلی قوم) کا آدمی تھا تو وہ پُکار اُٹھا: "کیا تم چاہتے ہو کہ مجھے بھی قتل کرڈالو، جس طرح تم نے کل ایک آدمی کو قتل کیا ہے؟ تم اِس مُلک میں جبّار (یعنی) جَبر کرنے والے سرکش بَن کر رہنا چاہتے ہو[2]۔ (یا) تم دُنیا میں اَپنا زور بٹھانا چاہتے ہو۔ اور تم یہ نہیں چاہتے کہ (دُنیا میں) صُلح صفائی اور اِصلاح کرو" ﴿۱۹﴾ اُدھر شہر کے آخری حِصّے سے ایک شخص[3] دوڑتا بھاگتا آیا اور اُس نے کہا: "اَے موسیٰؑ! تمام بڑے آدمیوں اور سرداروں میں تمھارے

---

[1] علامہ طبرسی نے لکھا کہ جب موسیٰؑ نے اسرائیلی سے فرمایا کہ تو ہی بہکا ہوا آدمی ہے۔ پھر اسرائیلی کو بچانے کے لئے ارادہ کیا کہ قبطی پر حملہ کرکے دونوں کو الگ کردیں۔ مگر کیونکہ پہلے اسرائیلی کو ڈانٹ چکے تھے تو وہ اسرائیلی سمجھا کہ موسیٰؑ مجھ پر حملہ کر رہے ہیں، تو اس نے کل والے قتل کا راز فاش کردیا۔ (مجمع البیان)

[2] "جبار" اللہ کی صفات میں سے ایک صفت بھی ہے۔ جب یہ لفظ خدا کی صفت کے طور پر استعمال ہو تو اس کے معنی لوگوں کی حاجتیں پورا کرنے والے کے ہوتے ہیں۔ لیکن جب غیر اللہ کیلئے یہی لفظ استعمال ہو تو اس کے معنی قانون توڑنے والے سرکش جابر کے ہوتے ہیں (اقرب)

***

[3] تفسیر قمی میں ہے کہ یہ شخص فرعون کا خزانچی تھا۔ اور دل میں حضرت موسیٰؑ کو مانتا تھا۔ (تفسیر قمی)

***

www.drhasanrizvi.org

قتل کے مشورے ہو رہے ہیں۔ بس تم یہاں سے
(فوراً) نکل جاؤ۔ میں تمھاری بھلائی چاہنے والوں
میں سے ہوں" ⑳ یہ خبر سُنتے ہی موسیٰؑ وہاں سے
ڈرتے سہمتے نِکل کھڑے ہوئے اور اُنھوں نے دُعا کی:
"اَے میرے پالنے والے مالک! مجھے ظالموں کی
قوم سے بچالے" ﴿۲۱﴾ ع

(مصر سے نِکل کر) جب موسیٰؑ 'مَدین' کی طرف
روانہ ہوئے تو کہا: "اُمید ہے کہ میرا پالنے والا
مالک مجھے سیدھے راستے کی طرف لے جائے گا" ﴿۲۲﴾
جب وہ مَدین کے (کنویں کے) پانی پر پہنچے تو اُنھوں
نے دیکھا کہ بہت سے لوگ تو اَپنے اپنے جانوروں
کو پانی پلا رہے ہیں، اور اُن سب سے الگ دو
عورتیں ہیں، جو (اَپنے جانوروں کو پانی سے) روک

۲۸۵

إِنِّي لَكَ مِنَ النّٰصِحِينَ ﴿٢٠﴾
فَخَرَجَ مِنْهَا خَائِفًا يَتَرَقَّبُ قَالَ رَبِّ نَجِّنِي مِنَ
الْقَوْمِ الظّٰلِمِينَ ﴿٢١﴾ ع
وَلَمَّا تَوَجَّهَ تِلْقَاءَ مَدْيَنَ قَالَ عَسٰى رَبِّي أَنْ
يَهْدِيَنِي سَوَاءَ السَّبِيلِ ﴿٢٢﴾
وَلَمَّا وَرَدَ مَاءَ مَدْيَنَ وَجَدَ عَلَيْهِ أُمَّةً مِنَ النَّاسِ
يَسْقُونَ ۥ وَوَجَدَ مِنْ دُونِهِمُ امْرَأَتَيْنِ تَذُودَانِ ۚ

۱؎ عرفاء نے نتیجہ نکالا کہ (۱) طبعی خوف کمال کے منافی نہیں ہوتا (۲) کاملین ہر حال میں اپنا تعلق اللہ سے جوڑے رہتے ہیں (۳) محققین نے نتیجہ نکالا کہ جو شخص خدا پر بھروسہ کرتا ہے اور واقعاً خدا سے ہدایت کا طلبگار ہوتا ہے، تو خدا اسے دنیوی، اخروی دونوں کی بھلائیاں عطا فرماتا ہے۔

حضرت امام حسینؑ جب مدینے سے نکلے تھے تو اِسی آیت کی تلاوت فرما رہے تھے اور آپ نے بھی از خود کوئی منصوبہ نہیں بنایا تھا۔ صرف خدا پر بھروسہ فرمایا تھا۔ نتیجہ میں خدا نے ایسی ہدایت فرمائی کہ حسینیت قیامت تک کے لئے سامانِ ہدایت بن گئی۔ بقول شاعر

انسان کو بیدار تو ہو لینے دو
ہر قوم پکارے گی ہمارے ہیں حسینؑ
اسلام کے دامن میں بس دو ہی تو چیزیں ہیں
ایک ضرب یداللّہی، ایک سجدہ شبیریؑ
ڈوب کر پار اتر گیا اسلام
آپ کیا جانیں کربلا کیا ہے؟

***

www.drhasanrizvi.org

روک کر الگ ہٹا رہی ہیں۔ موسیٰؑ نے اُن عورتوں
سے پوچھا: "تم دونوں کا کیا مسئلہ ہے؟" (یا)
"تم دونوں کو کیا پریشانی ہے؟" اُنھوں نے کہا:
"ہم اَپنے جانوروں کو پانی نہیں پلا سکتے، جب
تک کہ یہ چرواہے اَپنے اَپنے جانوروں کو پانی پلا
کر نہ لے جائیں۔ (کیونکہ) ہمارے والد ایک بہت
بوڑھے آدمی ہیں" (۲۳) تو موسیٰؑ نے اُن دونوں کے
جانوروں کو پانی پِلا دیا۔ پھر ایک سائے میں
آ بیٹھے اور دُعا کی: "اَے پالنے والے مالک! (اِس
وقت) تو مجھ پر جو نِعمت بھی اُتارے، میں اُس کا
محتاج ہوں"[۱] (۲۴) (اَبھی کچھ دیر نہ گزری تھی کہ)
اُن دونوں عورتوں میں سے ایک عورت شرم و حیا
کے ساتھ راستہ چلتی ہوئی آئی۔ اور کہا کہ: "میرے

قَالَ مَا خَطْبُكُمَا ۖ قَالَتَا لَا نَسْقِي حَتَّىٰ يُصْدِرَ الرِّعَاءُ ۖ
وَأَبُونَا شَيْخٌ كَبِيرٌ ﴿۲۳﴾
فَسَقَىٰ لَهُمَا ثُمَّ تَوَلَّىٰ إِلَى الظِّلِّ فَقَالَ رَبِّ إِنِّي لِمَا
أَنزَلْتَ إِلَيَّ مِنْ خَيْرٍ فَقِيرٌ ﴿۲۴﴾
فَجَاءَتْهُ إِحْدَاهُمَا تَمْشِي عَلَى اسْتِحْيَاءٍ ۖ قَالَتْ إِنَّ

---

[۱] عرفاء نے نتیجہ نکالا کہ (۱) کاملین خدمت خلق کو سب سے بڑی عبادت سمجھتے ہیں۔ حضرت موسیٰؑ خود بھوکے پیاسے طویل پیدل سفر کے تھکے ماندے ہونے کے باوجود کمزور عورتوں کی بے بسی کو دیکھ کر ان کی خدمت انجام دیئے بغیر آرام تک نہیں فرماتے۔ (۲) کاملین اپنی ہر حاجت، چاہے چھوٹی ہو یا بڑی، خدا ہی کے سامنے پیش کرتے ہیں، بخلاف ان زہد کے دعویداروں کے جو خدا کی نعمتوں سے خود کو غنی یا بے نیاز سمجھتے ہیں۔ کاملین خدا کے رزق اور نعمتوں سے خود کو بے پرواہ نہیں سمجھتے۔ بلکہ اُن کے لئے دعائیں کرتے ہیں (تھانوی)

***

www.drhasanrizvi.org

والد آپ کو بُلا رہے ہیں۔ تاکہ آپ نے ہمارے
لئے ہمارے جانوروں کو جو پانی پلایا ہے، اُس کا
معاوضہ آپ کو دیں۔" پھر جب موسیٰؑ اُن کے پاس
آئے اور اُنھیں اپنا سارا قصہ سُنایا، تو اُنھوں نے
کہا: "اَب کچھ خوف نہ کرو۔ اَب تم ظالم لوگوں سے
بچ نکلے ہو"[1] (۲۵)

اُن دونوں عورتوں میں سے ایک نے کہا:
"ابّا جان! اِن کو مزدُوری پر نوکر رکھ لیجئے۔ (کیونکہ
بہترین شخص جسے آپ مزدُوری کے لئے رکھّیں وہی
ہو سکتا ہے جو طاقت وَر بھی ہو اور اَمانت دار بھی"[2] (۲۶)
اِس پر اُس کے باپ نے (موسیٰؑ سے) کہا: "میں
چاہتا ہوں کہ اپنی اِن دو بیٹیوں میں سے ایک
کا نکاح تمھارے ساتھ کردوں، بشرطیکہ تم آٹھ

اِنَّ اَبِیۡ یَدۡعُوۡكَ لِیَجۡزِیَكَ اَجۡرَ مَا سَقَیۡتَ لَنَا ؕ فَلَمَّا
جَآءَهٗ وَ قَصَّ عَلَیۡهِ الۡقَصَصَ ۙ قَالَ لَا تَخَفۡ ٝ
نَجَوۡتَ مِنَ الۡقَوۡمِ الظّٰلِمِیۡنَ ﴿۲۵﴾
قَالَتۡ اِحۡدٰىهُمَا یٰۤاَبَتِ اسۡتَاۡجِرۡهُ ۫ اِنَّ خَیۡرَ مَنِ
اسۡتَاۡجَرۡتَ الۡقَوِیُّ الۡاَمِیۡنُ ﴿۲۶﴾
قَالَ اِنِّیۡۤ اُرِیۡدُ اَنۡ اُنۡكِحَكَ اِحۡدَی ابۡنَتَیَّ هٰتَیۡنِ

[1] فقہا نے نتیجہ نکالا کہ حضرت موسیٰؑ کا اس لڑکی کا یہ کلام سن کر کہ "میرے والد آپ کو بلا رہے ہیں تاکہ آپ کو اس کام کا معاوضہ دیں جو آپ نے ہمارے جانوروں کو ہمارے لئے پانی پلا کر انجام دیا ہے۔" لڑکی کے ساتھ چلا آنا ثابت کرتا ہے کہ اگر کام بغیر معاوضہ مانگے خدمتاً یا عبادتاً کیا جائے، اور بعد میں جس کی خدمت کی جائے وہ از خود بغیر طلب کوئی معاوضہ دے تو اُس کو قبول کر لینا اخلاص کے منافی نہیں ہوتا، اور اُس سے ثواب میں کمی نہیں ہوتی

***

[2] حضرت شعیبؑ نے اپنی بیٹی سے پوچھا کہ موسیٰؑ کی طاقت کا تو خیر تمھیں اس طرح اندازہ ہو گیا کہ اُس نے اتنے کچھ ڈول پانی کھینچ کر تمہارے جانوروں کو پانی پلا دیا، مگر تمھیں موسیٰؑ کی امانتداری کا علم کیسے ہوا؟ حضرت شعیبؑ کی بیٹی نے فرمایا کہ جب ہم اُن کو آپ کے پاس لا رہے تھے تو انہوں نے ہم سے کہا کہ "تم لوگ میرے پیچھے پیچھے چلو اور راستہ بتاتی جاؤ کیونکہ ہم لوگ غیر عورتوں کی پشت بھی نہیں دیکھتے۔" (تفسیر صافی صفحہ ۳۷۷ بحوالہ تفسیر قمی)

***

www.drhasanrizvi.org

سال تک میرے ہاں اُجرت پر نوکری کرو۔ اور اگر دس سال پُورے کر دو، تو وہ تمھاری مرضی ہے (یا) اگر دس سال پُورے کر دو تو یہ تمھاری طرف سے احسان ہو گا۔ اور میں تم پر کوئی سختی کرنا نہیں چاہتا۔ اگر اللہ نے چاہا تو تم مجھے خوش معاملہ اور اَچّھا آدمی پاؤ گے"ؔ ۲۷ موسیٰؑ نے کہا: "اَچّھا تو اَب یہ بات میرے اور آپ کے درمیان طے ہو گئی۔ اِن دونوں مدّتوں میں سے جو مدّت بھی میں پُوری کردوں تو مجھ پر کوئی الزام یا جبر نہ ہو گا۔ اور یہ باتیں جو ہم کہہ سُن رہے ہیں (یا) یہ جو قول و قرار ہم کر رہے ہیں، اللہ اُس پر گواہ اور نگہبان ہے"ع ۲۸

جب موسیٰؑ نے وہ مدّت پُوری کر دی اور اَپنے اہل و عیال کو لے کر چلے تو اُنھیں 'طور' کی طرف

ع ۳ ۷

عَلٰٓى اَنْ تَاْجُرَنِیْ ثَمٰنِیَ حِجَجٍ ۚ فَاِنْ اَتْمَمْتَ عَشْرًا فَمِنْ عِنْدِكَ ۚ وَمَآ اُرِیْدُ اَنْ اَشُقَّ عَلَیْكَ ؕ سَتَجِدُنِیْۤ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ ۝۲۷

قَالَ ذٰلِكَ بَیْنِیْ وَبَیْنَكَ ؕ اَیَّمَا الْاَجَلَیْنِ قَضَیْتُ فَلَا عُدْوَانَ عَلَیَّ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى مَا نَقُوْلُ وَكِیْلٌ ۝۲۸ ع

فَلَمَّا قَضٰى مُوْسَى الْاَجَلَ وَسَارَ بِاَهْلِهٖۤ اٰنَسَ مِنْ جَانِبِ

لُغ حضرت علیؑ نے فرمایا "اِس زمانے میں اسلام میں نکاح اجارہ جائز نہیں۔ یعنی یہ کہنا کہ تم اتنے عرصہ اجرت پر میرا کام کرو تو میں اپنی بیٹی کی تم سے شادی کروں گا، یہ جائز نہیں ہے۔ کیونکہ اس صورت میں یہ کام حق مہر بن جاتا ہے اور مہر کی حقدار عورت خود ہے، عورت کا باپ یا کفیل مہر کا حقدار نہیں۔ (تفسیر صافی صفحہ ۳۷۸ بحوالہ کافی و من لایحضرہ الفقیہ)

فقہا نے لکھا خدا کا فرمانا "احدھما" "ان لڑکیوں میں سے ایک" یہ اشارہ ہے اُن صاحبزادی کی طرف جنھوں نے باپ کو توجہ دلائی کہ حضرت موسیٰؑ کو نوکر رکھ لیں اِس سے باپ نے سمجھ لیا کہ ان کی بیٹی موسیٰؑ کو اپنا شوہر بنانے پر راضی ہے۔ اسی بناء پر حضرت شعیبؑ نے موسیٰؑ کے سامنے بیٹی کے نکاح کی تجویز پیش فرمائی جسے فقہ میں ایجاب کہتے ہیں۔ جسے حضرت موسیٰؑ نے قبول فرمایا۔ (تفسیر علی بن ابراہیم بحوالہ حضرت امام باقرؑ، مجمع البیان)

محققین نے نتیجہ نکالا کہ ہر دور میں عورت کی شرافت کا معیار شرم و حیا ہوتی ہے۔

***

www.drhasanrizvi.org

ایک آگ نظر آئی[1]۔ اُنھوں نے اَپنے گھر والوں سے
کہا: "تم ذرا ٹھہرو۔ میں نے ایک آگ دیکھی ہے۔
شاید میں وہاں سے تمھارے پاس (راستے کی) کوئی
خبر لاؤں، یا اُس آگ سے کوئی اَنگارہ ہی اُٹھا
لاؤں، جس سے تم (اَپنے کو) تاپ سکو" ﴿۲۹﴾ تو جب
وہ وہاں گئے تو اُس مبارک خِطّے میں وادی کی
داہنی جانب ایک درخت سے اُنھیں آواز دی گئی
"اَے موسیٰؑ! میں اللہ ہوں، تمام جہانوں کا
پالنے والا مالک[2]! ﴿۳۰﴾ اور یہ کہ تم اَپنی لاٹھی
پھینک دو۔" اَب جو موسیٰؑ نے دیکھا تو وہ لاٹھی
سانپ کی طرح لہراتی ہوئی بَل کھا رہی تھی (یا)
وہ حرکت کر رہی تھی جیسے کہ وہ ایک سانپ ہے۔
تو موسیٰؑ پیٹھ پھیر کر مُڑے۔ اور پھر تو پلٹ کر بھی

الطُّوْرِ نَارًا ۚ قَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْٓا اِنِّيْٓ اٰنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّيْٓ
اٰتِيْكُمْ مِّنْهَا بِخَبَرٍ اَوْ جَذْوَةٍ مِّنَ النَّارِ لَعَلَّكُمْ
تَصْطَلُوْنَ ﴿۲۹﴾
فَلَمَّآ اَتٰىهَا نُوْدِيَ مِنْ شَاطِئِ الْوَادِ الْاَيْمَنِ فِي
الْبُقْعَةِ الْمُبٰرَكَةِ مِنَ الشَّجَرَةِ اَنْ يّٰمُوْسٰٓى اِنِّيْٓ اَنَا
اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۳۰﴾
وَاَنْ اَلْقِ عَصَاكَ ۭ فَلَمَّا رَاٰهَا تَهْتَزُّ كَاَنَّهَا جَاۗنٌّ

---

[1] ابن عباسؓ نے فرمایا کہ حضرت موسیٰؑ نے اپنی شان کے مطابق دس سال کی مدت پوری کی (مجمع البیان)

رات اندھیری تھی، سردی کا موسم تھا یہ چھوٹا سا قافلہ راستہ بھولا ہوا تھا۔ ایسے میں آگ کی روشنی آبادی کی علامت تھی۔

***

[2] وہ آواز جو حضرت موسیٰؑ نے درخت سے سنی تھی، خدا کی پیدا کی ہوئی آواز تھی۔ درخت خدا کے کلام کا محل تھا کہ جہاں سے آواز آ رہی تھی، وہ درخت متکلم نہ تھا۔ کیونکہ خدا کسی چیز میں داخل نہیں ہوا کرتا کہ یہ بات خدا کی شان کے خلاف ہے (تبیان)

خدا جس چیز میں چاہتا ہے کلام پیدا فرما دیا کرتا ہے جیسے کہ اُس نے ہماری زبان کو بولنے کی صلاحیت عطا فرمائی ہے، اِسی طرح وہ جس چیز سے چاہے کلام پیدا فرما دے۔

***

وَلّٰى مُدْبِرًا وَّلَمْ يُعَقِّبْ ۭ يٰمُوْسٰٓى اَقْبِلْ وَلَا تَخَفْ ۣ
اِنَّكَ مِنَ الْاٰمِنِيْنَ ﴿٣١﴾
اُسْلُكْ يَدَكَ فِيْ جَيْبِكَ تَخْرُجْ بَيْضَاۗءَ مِنْ غَيْرِ سُوْۗءٍ ۡ
وَّاضْمُمْ اِلَيْكَ جَنَاحَكَ مِنَ الرَّهْبِ فَذٰنِكَ
بُرْهَانٰنِ مِنْ رَّبِّكَ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ىِٕهٖ ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا
قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ﴿٣٢﴾
قَالَ رَبِّ اِنِّىْ قَتَلْتُ مِنْهُمْ نَفْسًا فَاَخَافُ اَنْ يَّقْتُلُوْنِ ﴿٣٣﴾

نہ دیکھا۔ (حکم ہوا) "موسیٰؑ آگے بڑھو اور ڈرو مت۔ تم بالکل محفوظ ہو[1] ﴿٣١﴾ (اچھا اب) اپنا ہاتھ اپنے گریبان میں ڈالو، وہ چمکتا ہوا نکلے گا" بغیر کسی بیماری یا تکلیف کے[2]۔ اور خوف (دُور کرنے) کے لئے تم اپنے بازوؤں کو اپنے (پہلو) سے مِلا کر سمیٹ لو۔ (اِس طرح تمہارا خوف دُور ہو جائے گا) یہ دونوں رَوشن اور واضح سندیں یا نِشانیاں ہیں، تمہارے پالنے والے مالک کی طرف سے" فرعون اور اُس کے درباریوں کے سامنے پیش کرنے کے لئے۔ حقیقتاً وہ بڑے ہی نافرمان اور بداعمال لوگ ہیں" ﴿٣٢﴾

موسیٰؑ نے عرض کی: "میرے مالک! میں تو اُن کا ایک آدمی قتل کر چکا ہوں ﴿٣٣﴾ (اِس لئے)

---

[1] عرفاء اور محققین نے نتیجہ نکالا کہ معجزہ تمام تر خدا کا فعل ہوتا ہے۔ نبی یا رسولؑ اُس کے ظاہر ہونے کا صرف ایک واسطہ ہوتے ہیں۔ معجزہ کے پیدا کرنے میں نبی کو کوئی دخل نہیں ہوتا۔ ورنہ حضرت موسیٰؑ اپنے پیدا کئے ہوئے معجزے سے اِس طرح نہ ڈرتے۔

کیونکہ موسیٰؑ کو فرعون کے مقابلے پر بھیجنا تھا جو اُس وقت کی عالمی طاقت تھا اِس لئے غالباً یہ ایک فوجی مشق یا ریہرسل تھی کہ اُن کو جادو اور جادو گروں کے مقابلے کے لئے تیار کیا جا رہا تھا، تاکہ کہیں ایسا نہ ہو کہ موسیٰؑ فرعون کے سامنے ڈنڈا پھینک کر اور اُس کو اژدھا بنتے دیکھ کر ڈر جائیں۔

محققین نے نتیجہ نکالا کہ انبیاء کرامؑ بشری تاثرات سے بَری نہیں ہوتے جیسے بھوک پیاس فطری اسباب کے تحت پیدا ہوتی ہیں اِسی طرح خوف بھی فطرتِ انسانی ہی کا ایک تقاضہ ہے۔

(بقیہ صفحہ ١٣٩٩ پر)

www.drhasanrizvi.org

ڈرتا ہوں کہ وہ مجھے مار ڈالیں گے۔ اور میرے بھائی ہارونؑ تو مجھ سے زیادہ اچّھی طرح بولنے والے، خوش بیان، زبان آور، فصیح ہیں۔ اُنھیں میرا مددگار بنا کر میرے ساتھ بھیج دیجئے تاکہ وہ میری تائید اور تصدیق کریں۔ (کیونکہ) میں ڈرتا ہوں کہ وہ لوگ مجھے (بُری طرح) جُھٹلا دیں گے" ۱ (۳۴)

اللہ نے فرمایا: "ہم تمھارے بھائی کو تمھارا قوّتِ بازو بنا دیتے ہیں (یا) ہم تمھارے بھائی کے ذریعہ تمھارا ہاتھ مضبُوط کریں گے۔ اور ہم تم دونوں کو اَیسا خاص غلبہ اور رعب داب عطا کریں گے کہ وہ تمھارا کچھ بھی تو نہ بگاڑ سکیں گے۔ ہماری (اِن) نِشانیوں اور معجزوں کی وجہ سے غلبہ تمھارا اور تمھاری پیروی کرنے والوں

وَاَخِيْ هٰرُوْنُ هُوَ اَفْصَحُ مِنِّيْ لِسَانًا فَاَرْسِلْهُ مَعِيَ رِدْاً يُّصَدِّقُنِيْٓ اِنِّيْٓ اَخَافُ اَنْ يُّكَذِّبُوْنِ (۳۴)

قَالَ سَنَشُدُّ عَضُدَكَ بِاَخِيْكَ وَنَجْعَلُ لَكُمَا سُلْطٰنًا فَلَا يَصِلُوْنَ اِلَيْكُمَا ۚ بِاٰيٰتِنَآ ۚ اَنْتُمَا وَمَنِ اتَّبَعَكُمَا

۱ محققین نے حضرت موسیٰؑ کی اِس دعا سے نتیجہ نکالا کہ (۱) جب جھٹلانے والوں کی کثرت ہو تو نبی کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ کم سے کم ایک مددگار تو ایسا ہو جو رسولؑ کی تصدیق کرے۔ اور کیونکہ ہمارے آخری رسولؐ کے لئے خدا نے خود فرمایا ہے کہ۔ کما ارسلنا الیٰ فرعون رسولا۔ "ہم نے آپؐ کو بالکل اُسی طرح بھیجا ہے جیسے ہم نے فرعون کے سامنے رسولؑ کو بھیجا تھا تو لازمی طور پر ہمارے رسولؐ کو بھی کوئی حضرت ہارونؑ جیسا تصدیق کرنے والا مددگار عطا فرمایا ہوگا، جس کے لئے خود خدا نے فرمایا۔

"وہ جو اپنے پالنے والے مالک کی طرف سے حقانیت کا کھلا ہوا ثبوت رکھتا ہے اور اُس کے پیچھے پیچھے ایک گواہ (مراد علیؑ) ہے۔ جو اُسی کا جزو ہے" (قرآن)

حضور اکرمؐ نے فرمایا "اے علیؑ! تم میرے نزدیک وہی مقام رکھتے ہو جو ہارونؑ کو موسیٰؑ کے پاس حاصل تھا" (بخاری شریف)

بالکل اِسی طرح ہمارے رسولؐ نے بھی حضرت علیؑ کے لئے دعا فرمائی اور آیۂ

(بقیہ اگلے صفحہ پر)

ہی کا ہوگا" ۳۵

پھر جب موسیٰؑ اُن (فرعونیوں) کے پاس ہماری کھُلی نشانیوں کے ساتھ آئے، تو اُن لوگوں نے کہا: "یہ تو سب بناوٹی جادُو کے سِوا کچھ نہیں ہے۔ (رہیں یہ تمھاری سب دلیلیں) تو ایسی باتیں تو ہم نے اپنے پچھلے باپ داداؤں کے زمانے میں بھی کبھی نہیں سُنیں" ۳۶ موسیٰؑ نے جواب دیا: "میرا پالنے والا مالک خُوب جانتا ہے کہ کون اُس کی طرف سے ہدایت (کا سامان) لے کر آیا ہے اور آخری انجام (یا) آخرت کی کامیابی کس کے لئے ہوگی۔ حقیقت یہ ہے کہ ظالم لوگ دین دُنیا اور آخرت کی مکمّل بہتری، یا حقیقی، اَبدی اور بھرپُور کامیابی ہرگز نہیں پائیں گے"[لـه] ۳۷

الْغٰلِبُوْنَ ۳۵

فَلَمَّا جَآءَهُمْ مُّوْسٰى بِاٰيٰتِنَا بَيِّنٰتٍ قَالُوْا مَا هٰذَاۤ
اِلَّا سِحْرٌ مُّفْتَرًى وَّمَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِيْۤ اٰبَآئِنَا
الْاَوَّلِيْنَ ۳۶
وَقَالَ مُوْسٰى رَبِّيْۤ اَعْلَمُ بِمَنْ جَآءَ بِالْهُدٰى مِنْ
عِنْدِهٖ وَمَنْ تَكُوْنُ لَهٗ عَاقِبَةُ الدَّارِ ۗ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ
الظّٰلِمُوْنَ ۳۷

(پچھلے صفحہ کا بقیہ)

تطہیر کے نازل ہونے سے پہلے علیؑ و فاطمہؑ حسنؑ و حسینؑ کی طہارت کاملہ کے لئے دعا فرمائی۔ یہ تمام دعائیں حقیقت میں خدا کی مشیّت پر مبنی تھیں۔ اور اُن کے نتیجوں کا ظہور دعا کے بعد ہوا۔ اسی لئے حضور اکرمؐ کو شعراء نے "دعائے خلیلؑ" اور نوید مسیحاؑ کا لقب دیا۔ (فصل الخطاب)

***

ملـه یہ اسی خداداد رعب داب کا نتیجہ تھا کہ حضرت موسیٰؑ اور ہارونؑ پر فرعون جیسے سرکش متکبر ظالم قابو نہ پا سکے۔ یہی وہ رعب داب ہے جو خدا انبیاء اور اولیاء کو عطا فرماتا ہے۔ کہ جس کے نتیجے میں بڑے سے بڑے آمران کا کچھ بگاڑ نہیں سکتے، سوا اس کے کہ جب خدا کی مرضی یہ ہو کہ ظالم کا ظلم برداشت کیا جائے۔

***

لـه کیسی عظیم رواداری اور ادب کی تعلیم اِس پیغمبرؑ کے ذریعے سے دی جا رہی ہے جسے دنیا غیظ و غضب کی علامت سمجھتی ہے۔ یہ ہے قرآن کا معیاری ادب اور تہذیب اور روادارانہ جواب۔ (مجمع البیان)۔

www.drhasanrizvi.org

وَقَالَ فِرْعَوْنُ يٰۤاَيُّهَا الْمَلَاُ مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرِيْ ۚ فَاَوْقِدْ لِيْ يٰهَامٰنُ عَلَى الطِّيْنِ فَاجْعَلْ لِّيْ صَرْحًا لَّعَلِّيْۤ اَطَّلِعُ اِلٰۤى اِلٰهِ مُوْسٰى ۙ وَاِنِّيْ لَاَظُنُّهٗ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿۳۸﴾

وَاسْتَكْبَرَ هُوَ وَجُنُوْدُهٗ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَظَنُّوْۤا اَنَّهُمْ اِلَيْنَا لَا يُرْجَعُوْنَ ﴿۳۹﴾

فَاَخَذْنٰهُ وَجُنُوْدَهٗ فَنَبَذْنٰهُمْ فِي الْيَمِّ ۚ فَانْظُرْ

اِس پر فرعون نے کہا: "اَے اہلِ دربار! مجھے
تو تمھارے لیے اَپنے سِوا کسی خدا کا کوئی عِلم نہیں
ہے (یا) مَیں تو اَپنے سِوا تمھارے کسی خدا کو نہیں
جانتا۔ تو اَے ہامان! ذرا اینٹیں پکوا کر میرے
لیے ایک اُونچی عمارت تو بنوا۔ تاکہ مَیں اُس پر
چڑھ کر موسیٰؑ کے خدا کا پتہ لگا سکوں۔ حالانکہ
مَیں تو اِسے بالکل جھوٹا سمجھتا ہوں"[1] ﴿۳۸﴾

غرض فرعون اور اُس کی فوجوں نے ناحق خود کو
بڑا سمجھ کر تکبّر کیا (کیونکہ) وہ سمجھتے تھے کہ اُنھیں
ہماری طرف کبھی پلٹنا ہی نہیں ہے ﴿۳۹﴾ تو پھر ہم
نے فرعون کو اور اُس کے لشکروں کو پکڑ لیا۔ اور
سمندر میں پھینک دیا۔ تو اَب دیکھ لو کہ کیسا بُرا
انجام ہوا ظالموں کا۔ (یا) تو اَب دیکھ لیا کہ

[1] یہ وہی مادہ پرستانہ ذہنیت ہے جو ہمارے دور میں روس (مرحوم) کے سر پھرے وزیراعظم خروشیف نے کہے تھے کہ ہم نے ہوا بازوں کو آسمان میں خوب خوب گھمایا مگر وہاں کسی خدا کا کوئی نام و نشان نہ ملا۔ جسے خدا ملتا ہے اُسے اپنی رگِ گردن سے بھی قریب مل جاتا ہے۔ اور جب نہیں ملتا اسے آسمانوں پر بھی نہیں ملتا۔

***

www.drhasanrizvi.org

كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظّٰلِمِيْنَ ۝۴۰
وَجَعَلْنٰهُمْ اَىِٕمَّةً يَّدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ
لَا يُنْصَرُوْنَ ۝۴۱
وَاَتْبَعْنٰهُمْ فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا لَعْنَةً ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ هُمْ
مِّنَ الْمَقْبُوْحِيْنَ ۝۴۲ ع
وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ مِنْۢ بَعْدِ مَاۤ اَهْلَكْنَا
الْقُرُوْنَ الْاُوْلٰى بَصَاۤىِٕرَ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَّرَحْمَةً
لَّعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ۝۴۳

ظالموں کا کیا حشر ہوا ۝۴۰ ہم نے اُنھیں ایسے "امام" (یعنی) پیشوا، رہنما اور لیڈر بنا دیا جو آگ کی طرف بُلاتے تھے (یا) ہم نے اُنھیں جہنّم کی طرف بُلانے والے پیش رَو یا اِمام بنا دیا[1]۔ اور قیامت کے دن تو وہ کہیں سے بھی کوئی مدد حاصل نہ کرسکیں گے ۝۴۱ ہم نے اِس دُنیا میں بھی اُن کے پیچھے لعنت لگا دی اور قیامت کے دِن تو وہ سخت بُری حالت میں ہوں گے ۝۴۲ ع

(غرض) پچھلی نسلوں کو تباہ و برباد کرنے کے بعد، ہم نے موسیٰؑ کو کِتاب عطا کی، لوگوں کے لئے بصیرتوں کا مجموعہ اور سامان بنا کر، اور ہدایت اور رحمت بنا کر، تاکہ شاید وہ لوگ نصیحت کا سبق حاصل کریں ۝۴۳

---

[1] حضرت امام جعفر صادقؑ سے روایت ہے کہ "خدا کی کتاب میں دو۲ اماموں کا ذکر ہے۔ ایک وہ امام ہیں کہ جن کے لئے خدا نے فرمایا" ہم نے اُن کو ایسا امام بنایا جو ہمارے حکم سے ہدایت کرتے ہیں"۔ یعنی وہ خدا کے حکم سے ہدایت کرتے ہیں، لوگوں کے حکم سے نہیں۔

دوسرے امام وہ ہیں جن کے لئے خدا نے فرمایا وجعلناھم ائمتہ "یدعون" الی النّار یعنی ہم نے انہیں امام یا لیڈر بنا دیا جو آگ کی طرف بلاتے ہیں۔ اِس کا مطلب یہ ہے کہ یہ امام یا لیڈر وہ ہیں جو خدا کے حکم پر لوگوں کے حکم یا فیصلہ کو مقدّم سمجھتے ہیں۔ اور خدا کی کتاب کے بجائے اپنی نفسانی خواہشات کی پیروی کرتے ہیں"۔ (تفسیر صافی صفحہ ۳۷۹ بحوالہ کافی)

اِمامؑ کے فرمانے کا مطلب یہ ہے کہ دو۲ قسم کی قیادتیں پائی جاتی ہیں۔ ایک وہ جو خدا کی طرف خدا کے حکم کے مطابق خدا کی اطاعت کی دعوت دیتے ہیں۔ یہ خدا کے

(بقیہ اگلے صفحہ پر)

www.drhasanrizvi.org

وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الْغَرْبِيِّ إِذْ قَضَيْنَآ إِلَىٰ مُوسَى الْأَمْرَ وَمَا كُنْتَ مِنَ الشّٰهِدِينَ ﴿۴۴﴾

وَلٰكِنَّآ أَنْشَأْنَا قُرُونًا فَتَطَاوَلَ عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ ۚ وَمَا كُنْتَ ثَاوِيًا فِيٓ أَهْلِ مَدْيَنَ تَتْلُوا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا ۙ وَلٰكِنَّا كُنَّا مُرْسِلِينَ ﴿۴۵﴾

وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الطُّورِ إِذْ نَادَيْنَا وَلٰكِنْ رَّحْمَةً مِّنْ

اور آپؐ (اُس وقت کوہِ) طور کے مغربی حِصّے میں موجود نہ تھے جب ہم نے موسیٰؑ سے یہ معاملہ طے کیا تھا (یا) جب ہم نے موسےٰؑ کو احکاماتِ شریعت دیئے تھے اور نہ آپؐ اُس کے دیکھنے والے گواہوں میں شامل تھے[1] ﴿۴۴﴾ بلکہ (اُس کے بعد بھی) ہم نے کتنی نسلیں پیدا کیں اور اُن کو لمبی لمبی عمریں بھی دیں (یا) جب کہ اُن کو (گزرے ہوئے بھی) بہت لمبا زمانہ گزر چکا ہے۔ اور نہ آپؐ مَدین والوں کے درمیان رہنے والے تھے کہ اُن پر ہماری آیتیں پڑھتے اور سُناتے۔ لیکن ہم نے (اُن کی طرف بھی) رسولؑ بھیجے تھے ﴿۴۵﴾ اور نہ آپؐ اُس وقت (طور کے) مغربی کِنارے پر موجود تھے، جب ہم نے موسیٰؑ کو پُکارا تھا۔ مگر یہ آپؐ

(پچھلے صفحہ کا بقیہ)

بنائے ہوئے اِمام ہوتے ہیں۔ دوسرے وہ لوگ ہیں جو عوام کی نبض پہچانتے ہیں۔ عوام جو اپنے دل میں سوچتے ہیں وہ اُسی بات کو زور زور سے بیان کرتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ لوگ اُن کو اپنا لیڈر بنا لیتے ہیں۔ پھر یہ لوگوں کی نفسانی خواہشات کو خدا کی مرضی پر ترجیح دیتے ہیں۔ یہی وہ لیڈر یا اِمام ہیں جو لوگوں کو جہنم کی طرف بلاتے ہیں۔

---

[1] خدا کا رسولِ خدا سے یہ فرمانا کہ "آپؐ اُس موقع پر حاضر نہ تھے" اِس کا مطلب یہ ہے کہ یہ سب اطلاعات خدا کی طرف سے آپؐ کو ملتی ہیں ورنہ آپؐ کے پاس ان کے علم حاصل کرنے کا کوئی ذریعہ نہ تھا (مجمع البیان)

اور خدا کا یہ فرمانا کہ اُن کے پاس کوئی ڈرانے والا نہیں آیا۔ تو اِس سے مراد پوری قوم نہ تھی مطلب یہ تھا کہ حضرت ابراہیمؑ و اسماعیلؑ کے بعد ان میں کوئی نمایاں طور پر خدائی ہدایات پہنچانے والا نہیں آیا تھا۔ اسی لئے اس دور کو دورِ فترت کہتے ہیں۔ (فصل الخطاب)

***

www.drhasanrizvi.org

کے پالنے والے مالک کی طرف سے آپؐ پر رحمت
ہے (کہ یہ تمام باتیں آپؐ کو بتائی جا رہی ہیں)
تاکہ آپؐ اُن لوگوں کو بُرائی کے بُرے انجام سے
ڈرائیں، جن کے پاس آپؐ سے پہلے کوئی ڈرانے
والا (نبیؑ) نہیں آیا۔ شاید کہ وہ نصیحت قبول کر
کے ہوش میں آجائیں ﴿۴۶﴾

(اور یہ سب کچھ ہم نے اِس لئے کیا کہ) کہیں
ایسا نہ ہو کہ جب اُن پر اُن کے اپنے ہاتھوں سے
کئے ہوئے (ظلم اور بُرے کاموں) کی سزا میں
کوئی مُصیبت آجائے تو وہ یہ (نہ) کہیں کہ "اے
ہمارے پالنے والے مالک! تُو نے کیوں نہ ہماری
طرف کوئی اپنا پیغام لانے والا رسولؐ بھیج دیا"
کہ ہم تیری آیتوں، باتوں اور احکامات کی پیروی

رَّبِّكَ لِتُنذِرَ قَوْمًا مَّآ أَتَاهُم مِّن نَّذِيرٍ مِّن قَبْلِكَ
لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ﴿۴۶﴾
وَلَوْلَآ أَن تُصِيبَهُم مُّصِيبَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيهِمْ
فَيَقُولُوا۟ رَبَّنَا لَوْلَآ أَرْسَلْتَ إِلَيْنَا رَسُولًا فَنَتَّبِعَ ءَايَٰتِكَ

(صفحہ ۱۳۹۳ کا بقیہ)

البتہ حضرت علیؑ نے حضرت موسیٰؑ کے اِس خوف پر جو جادوگروں کے سامنے ہوا تھا فرمایا۔ "موسیٰؑ نے اُس وقت جو خوف محسوس کیا تھا وہ اپنے لئے نہ تھا بلکہ اِس لئے تھا کہ کہیں جادوگروں کے کرتب دیکھ کر خدا کی مخلوق کی گمراہی میں اور اضافہ نہ ہو جائے"۔ (نہج البلاغہ)۔

***

۲ے "سوٓء" سے یہاں مراد برص کی بیماری ہے جس میں اعضاء سفید ہو جاتے ہیں۔ مطلب یہ تھا کہ تمہارا ہاتھ چمکے گا بغیر اس کے کہ اُسے برص کی بیماری ہو (تفسیر صافی صفحہ ۳۷۸)

حمیری زبان میں رہب آستین کو بھی کہتے ہیں (از اصمعی ۔ معالم التنزیل جلد ۵ صفحہ ۱۴۳)

***

www.drhasanrizvi.org

وَنَكُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿۴۷﴾
فَلَمَّا جَاءَهُمُ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوا لَوْلَا أُوتِيَ
مِثْلَ مَا أُوتِيَ مُوسَىٰ ۚ أَوَلَمْ يَكْفُرُوا بِمَا أُوتِيَ مُوسَىٰ
مِنْ قَبْلُ ۖ قَالُوا سِحْرَانِ تَظَاهَرَا وَقَالُوا إِنَّا بِكُلٍّ
كَافِرُونَ ﴿۴۸﴾
قُلْ فَأْتُوا بِكِتَابٍ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ هُوَ أَهْدَىٰ مِنْهُمَا

کرتے اور (اِس طرح) اِیمان لانے والوں میں سے
ہو جاتے" (۴۷)

مگر جب ہمارے ہاں سے حق اُن کے پاس
آیا تو وہ کہنے لگے: "کیوں نہ اُنھیں وہی کچھ دیا گیا
جو موسیٰؑ کو دیا گیا تھا؟" تو کیا یہ لوگ اُس
(پیغام) کا اِنکار نہیں کر چکے ہیں، جو اِس سے پہلے
موسیٰؑ کو دیا گیا تھا؟[1] اُنھوں نے یہی تو کہا تھا کہ:
"یہ (قرآن اور توراۃ) دونوں جادو ہیں جو ایک
دُوسرے کی مدد کرتے ہیں[2]۔" اور پھر اُنھوں نے کہا
کہ: "ہم تو اُن سب کا اِنکار کرتے ہیں (یا) ہم
(اِن میں سے) کِسی کو بھی نہیں مانتے" (۴۸) آپؐ کہہ
دیں کہ: "اَچّھا تو پھر لاؤ اللہ کی طرف کی کوئی
اور کِتاب جو اِن دونوں (قرآن اور توراۃ) سے

[1] امام رازی نے لکھا کہ خدا کے اِس قول میں کہ "جو کچھ موسیٰؑ کو دیا گیا تھا" حضرت موسیٰؑ کے معجزات اور توراۃ سب کچھ آگیا۔ اُن کا مطلب یہ تھا کہ حضرت موسیٰؑ جیسے مادی اور حِسّی معجزات دکھاؤ (تفسیر کبیر)

***

[2] اور اُن جادوؤں یا جادوگروں سے اُن کی مراد قرآن اور توراۃ یا حضرت محمد مصطفیٰؐ اور حضرت موسیٰؑ تھے۔ کفار کا مقصد یہ تھا کہ قرآن اور توراۃ میں ایک ہی قسم کی باتیں ہیں، دونوں کے مضامین میں تعاون ہے۔ (تفسیر صافی صفحہ ۳۸۰، و تفسیر قمی)

***

www.drhasanrizvi.org

زیادہ ہدایت کرنے والی (یا) صحیح سیدھا راستہ
بتانے والی ہو، (تاکہ) میں اُس کی پیروی کروں،
اگر تم سچے ہو" ۴۹ اَب بھی اگر وہ آپؐ کی بات نہ
مانیں تو جان لیجئے کہ دراصل وہ صرف اپنی نفسانی
خواہشوں کے پیچھے پیچھے چلتے ہیں۔ اور اُس شخص سے
بڑھ کر کون گمراہ ہوگا جو خدا کی طرف کی ہدایت
کے بغیر صرف اپنی خواہشات کے پیچھے پیچھے چلے؟[1]
حقیقت یہ ہے کہ خدا ظالموں کو سیدھا راستہ
دِکھایا ہی نہیں کرتا (یا) بلاشبہ اللہ ظالموں کو
ہدایت کرکے منزلِ مقصود تک نہیں پہنچایا کرتا ۵۰ ع
۵ ع ۸
ہم نے اُن سے کہنے "سمجھانے اور نصیحت کرنے کا
سِلسلہ یکے بعد دیگرے مُسلسل جاری رکھا[2]" تاکہ
شاید وہ غفلت سے بیدار ہو کر نصیحت کو قبول

اَتَّبِعْهُ إِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۴۹
فَإِنْ لَّمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَكَ فَاعْلَمْ أَنَّمَا يَتَّبِعُوْنَ أَهْوَآءَهُمْ ۚ
وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوٰىهُ بِغَيْرِ هُدًى مِّنَ اللّٰهِ ۚ
إِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۵۰ ع
وَلَقَدْ وَصَّلْنَا لَهُمُ الْقَوْلَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ۵۱

[1] حضرت امام موسیٰ کاظمؑ سے روایت ہے کہ اس سے وہ شخص مراد ہے جو ائمہ اہلبیتؑ کی پیروی کئے بغیر اپنی رائے کو دین سمجھے۔ اور یہ استفہام انکاری ہے۔ (تفسیر صافی صفحہ ۳۸۰ و کافی)

***

[2] امام رازی نے لکھا کہ مطلب یہ ہے کہ ہم قرآن کو تھوڑا تھوڑا کر کے مسلسل نازل کرتے رہے اور اُس کے نظم و ضبط کو بھی برقرار رکھا۔ (تفسیر کبیر)

***

www.drhasanrizvi.org

کرلیں (۵۱)

ہم نے جن لوگوں کو اِس سے پہلے کِتاب دی تھی وہ تو اِس (قرآن) پر اِیمان لاتے ہیں[1] (۵۲) اور جب اُن کو یہ (قرآن) سُنایا جاتا ہے تو وہ کہتے ہیں کہ: "ہم نے اِس کو دل سے مان لیا۔ واقعی یہ حقیقت (یا) حق ہے" ہمارے پالنے والے مالک کی طرف سے (اور) ہم تو پہلے ہی "مُسلم (یعنی) اِسلام قبول کرچکے تھے (یا) ہم تو پہلے بھی اِسے مانتے تھے (یا) ہم تو پہلے ہی سے سَرِ تسلیم جُھکائے ہوئے خدا کے فرماں بردار تھے" (۵۳) یہی وہ لوگ ہیں جن کو دوگُنا اَجر دیا جائے گا[2]، اِس لئے کہ اُنھوں نے صبر[(1)] سے کام لیا" اور وہ بُرائی[(2)] کو بھلائی سے دُور کرتے ہیں[3]، اور[(3)] جو کچھ (رِزق یا

الَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِهٖ هُمْ بِهٖ يُؤْمِنُوْنَ (۵۲)
وَاِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِهٖٓ اِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّنَآ
اِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلِهٖ مُسْلِمِيْنَ (۵۳)
اُولٰٓئِكَ يُؤْتَوْنَ اَجْرَهُمْ مَّرَّتَيْنِ بِمَا صَبَرُوْا وَيَدْرَءُوْنَ

---

[1] امام رازی نے لکھا "یعنی وہ لوگ جو اُن میں سے منصف مزاج اور اپنے ضمیر کی آواز کے مطابق اپنے صحیح دین پر قائم ہیں۔ (تفسیر کبیر)۔

***

[2] مفسرین نے مختلف طبقات وافراد کے نام گنائے ہیں۔ لیکن صاحب بحر نے خوب لکھا کہ یہ سب کے سب نمونے اور مثالیں ہیں اُن اہل کتاب کی جو قرآن کو مانتے ہیں (بحر)

امام رازی نے لکھا کہ "کسی آیت کے کسی خاص گروہ کے سلسلے میں نازل ہونے سے کیا ہوتا ہے؟ اعتبار تو معنی اور عبارت کا ہوگا۔ بس جس کسی میں بھی یہ صفات پائے جائیں گے۔ وہ آیت کے حکم میں داخل ہوگا" (تفسیر کبیر)

***

[3] عرفاء نے لکھا کہ اُن لوگوں کا برائی کو اچھائی سے دفع کرنا بتاتا ہے کہ اُن میں حُبِّ جاہ یا انانیت نہیں ہوتی اور اُن کی یہ صفت کہ وہ اللہ کے دیئے ہوئے میں سے اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں، بتاتا ہے کہ

(بقیہ اگلے صفحہ پر)

www.drhasanrizvi.org

روزی) ہم نے اُن کو دی ہے اُس میں سے (خدا کی
راہ میں) خیرات کرتے ہیں ﴿۵۴﴾ اور (۴) جب اُنھوں نے
لغو[۱] (یعنی) جھوٹی بےہُودہ گندی فضول باتیں سُنیں
تو یہ کہتے ہوئے اُن سے بےپروائی، علیٰحدگی اور کنارہ کشی
اِختیار کی کہ: "ہمارے لئے ہمارے اعمال ہیں، اور
تمھارے لئے تمھارے اعمال ہیں۔ خدا حافظ۔ تم
سلامت رہو۔ ہمارے لئے یہ ہرگز مناسب نہیں
ہے کہ ہم جاہلوں، بےسمجھ لوگوں (یعنی) جان بُوجھ کر
اَبدی حقیقتوں کو نہ ماننے اور نہ سمجھنے والوں کا سا
طریقہ اِختیار کریں (یا) جاہل بےسمجھوں سے ہمیں
کوئی مطلب نہیں" ﴿۵۵﴾
(غرض) آپؐ جسے چاہیں اُسے ہدایت دے کر
سیدھے راستے پر نہیں لگا سکتے۔ مگر اللہ جسے چاہتا

بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴿۵۴﴾
وَاِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ اَعْرَضُوْا عَنْهُ وَقَالُوْا لَنَآ اَعْمَالُنَا
وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ لَا نَبْتَغِي الْجٰهِلِيْنَ ﴿۵۵﴾
اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ

(پچھلے صفحہ کا بقیہ)

اُن میں حُبِّ مال بھی نہیں ہوتی۔

حضرت امام جعفر صادقؑ سے روایت ہے کہ یہ فرمانا کہ "اُنہوں نے صبر سے کام لیا" تو یہاں صبر سے مراد ہے کہ اُنہوں نے تقّیہ کرکے اپنا وقت گزارا"۔

امام صادقؑ نے فرمایا "صبر سے کام لینے والے ہم ائمہؑ ہدایت ہیں۔ مگر ہمارے شیعہ (یعنی) پیروکار یا طرفدار ہم سے بھی زیادہ صبر سے کام لینے والے ہیں اس لئے کہ ہم جس بات پر صبر کرتے ہیں، اس کا انجام ہم کو معلوم ہے۔ لیکن ہمارے شیعہ اس بات پر صبر کرتے ہیں جس کے انجام کو وہ (ہماری طرح واضح طور پر) نہیں جانتے۔" (تفسیر صافی بحوالہ کافی)۔

***

[۱] "لغو" سے مراد جھوٹ، بیہودہ یا گندی فضول بات بھی ہے اور راگ رنگ یا موسیقی بھی۔ اور ان سے منہ پھرانے والے (اولین معنی میں) ائمہ اہل بیتؑ ہیں۔ (تفسیر صافی صفحہ ۳۸۰ بحوالہ تفسیر قمی)

***

www.drhasanrizvi.org

يَشَآءُ ۚ وَهُوَ اَعۡلَمُ بِالۡمُهۡتَدِيۡنَ ﴿۵۶﴾
وَقَالُوۡۤا اِنۡ نَّتَّبِعِ الۡهُدٰى مَعَكَ نُتَخَطَّفۡ مِنۡ اَرۡضِنَا ؕ
اَوَلَمۡ نُمَكِّنۡ لَّهُمۡ حَرَمًا اٰمِنًا يُّجۡبٰٓى اِلَيۡهِ ثَمَرٰتُ كُلِّ

ہے ہدایت دے کر سیدھے راستے پر لگا دیتا ہے۔ (کیونکہ) وہ اُن لوگوں کو خُوب اَچھّی طرح سے جانتا پہچانتا ہے جو ہدایت قبول کرنے والے ہیں (معلوم ہوا کہ اللہ اپنے عِلم کی بُنیاد پر لوگوں میں طلبِ حق کو دیکھ کر ہدایت کی توفیق عطا فرماتا ہے۔ اَندھا دُھند خواہ مخواہ، بغیرِ طلب عطا نہیں فرماتا۔ اِسی لئے خدا نے یہاں اَپنے عِلم کا حوالہ دیا ہے، اپنی قُدرت کا نہیں)[1] ﴿۵۶﴾

اُنھوں نے کہا: "اگر ہم تمھارے ساتھ ہدایت کی پَیروی اِختیار کرلیں (یا) سیدھے سچّے راستے پر آجائیں، تو ہم اَپنی ہی زمین سے جھپٹّا مار کر اُچک لئے جائیں گے (یعنی) ہمیں ہماری ہی زمین سے نِکال دیا جائے گا۔ تو کیا یہ حقیقت نہیں ہے

[1] بعض مفسرین نے اس آیت کو خواہ مخواہ حضرت ابو طالب پر فٹ کرنے کی ناکام کوشش کی ہے۔ یہ وہی مفسر ہیں جو خلفاء بنی عباس کو خوش کرنے کے لئے عباسیوں کی علویوں پر فضیلت ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ عباسیوں کے جدِّ امجد حضرت عباس تو اسلام لائے، جب کہ علویوں کے جد امجد حضرت ابو طالب ایمان نہ لائے۔ تاکہ عباسی خلفاء سے عہدے اور مال مل سکے۔ حضرت ابو طالب کی خدمات، حضور اکرمؐ کی حفاظت، شعب ابو طالب میں اپنے ہر بیٹے کو رات میں حضور اکرمؐ کے بستر پر سلانا تاکہ اگر کوئی حضورؐ کو قتل کرنے کی کوشش کرے تو حضورؐ بچ جائیں اور ان کا کوئی بیٹا چاہے قتل کیوں نہ ہو جائے۔ ایسی مسلم خدمات دیکھتے ہوئے کوئی باضمیر انسان حضرت ابو طالب پر اس الزام کو کبھی نہیں مان سکتا کہ معاذ اللہ وہ اسلام نہیں لائے تھے۔ زیادہ سے زیادہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ انہوں نے تقیہ فرما کر رسولِ خدا کی زندگی کی حفاظت فرمائی۔

***

www.drhasanrizvi.org

ثَمَرٰتُ كُلِّ شَیۡءٍ رِّزۡقًا مِّنۡ لَّدُنَّا وَلٰكِنَّ اَكۡثَرَهُمۡ لَا یَعۡلَمُوۡنَ ﴿۵۷﴾
وَكَمۡ اَهۡلَكۡنَا مِنۡ قَرۡیَةٍۢ بَطِرَتۡ مَعِیۡشَتَهَا ۚ فَتِلۡكَ
مَسٰكِنُهُمۡ لَمۡ تُسۡكَنۡ مِّنۡۢ بَعۡدِهِمۡ اِلَّا قَلِیۡلًا ؕ وَ
كُنَّا نَحۡنُ الۡوٰرِثِیۡنَ ﴿۵۸﴾
وَمَا كَانَ رَبُّكَ مُهۡلِكَ الۡقُرٰی حَتّٰی یَبۡعَثَ فِیۡۤ اُمِّهَا

کہ ہم نے ایک ایسا اَمن و اَمان والا محترم مقام
اُن کے لئے مہیّا کرکے اُن کے رہنے کی جگہ بنا دیا
ہے، جہاں ہمارے (دئے ہوئے) رِزق کے طور پر
ہر طرح کے پھل کھچے ہی چلے آتے ہیں۔ مگر اُن میں
کے اکثر لوگ (اِس حقیقت کا) علم ہی نہیں رکھتے[1] (۵۷)
جب کہ کتنی کچھ اَیسی بَستیاں ہیں جو اَپنے عَیش و
عِشرت اور سامانِ معیشت کی کثرت پر اِترا گئی
تھیں[2]۔ تو یہ اُن کے (تباہ شُدہ) مکانات ہیں جو
اُن کے بعد بھی آباد نہ ہوئے، مگر بہت ہی کم۔
اور آخر کار ہم ہی (اُن کی تمام چیزوں کے) مالک و
وارث ہو کر رہے (۵۸)
اور آپؐ کا پالنے والا مالک بستیوں کو ہلاک و
برباد کرنے والا نہ تھا، جب تک کہ اُن کی مرکزی

---

[1] مطلب یہ ہے کہ یہ لوگ ہماری قدرت اور رزّاقی پر غور نہیں کرتے۔ کہ ہم نے ان کو ویران صحرا میں پیدا کیا۔ پھر بھی ایک دن بھوکا نہ رکھا۔ ان کے وطن کو حرم قرار دے کر ہر قسم کی خونریزی سے بچا لیا۔ ایسے قادرِ مطلق کے لئے بھلا کیا مشکل بات ہے کہ اپنے ایماندار اطاعت گزار بندوں کو اپنے فضل و کرم سے تنگی اور محتاجی سے محفوظ رکھے؟ (ماجدی)

***

[2] بطرت یعنی ایسا اترانا جس میں (۱) لوگوں کے سامنے اپنی برتری جتائی جائے۔ (۲) خدا اور اُس کے احکامات اور اُن فرائض کو جو اس نے واجب کئے ہیں بھلا دیا جائے۔ (تفسیر علی ابن ابراہیم)

جاہلیت کے تاجر بڑے دولت مند تھے۔ ہر گھرانے کو تجارتی نفع میں سے حصہ ملتا تھا۔ ایسی خوشحال آبادی کے سامنے خوشحال قوموں کی مثالیں بیان کرنی ضروری تھیں۔

***

www.drhasanrizvi.org

آبادی میں کوئی پیغمبرؑ (نہ) بھیج دیتا، جو اُن کو
ہماری آیتیں سُناتا۔ اور ہم بستیوں کو ہلاک کرنے
والے نہ تھے جب تک کہ اُن کے رہنے والے ظالم یا
سخت شریر نہ ہو جاتے[۱] (۵۹) غرض تم لوگوں کو جو کچھ
بھی دیا گیا ہے وہ تو صرف دنیا کی زندگی کا سازو
سامان اور یہیں کی زیب و زینت ہے۔ اور جو
کچھ کہ اللہ کے پاس ہے وہ اِس سے کہیں بہتر اور
زیادہ پائیدار (یعنی) ہمیشہ رہنے والا ہے۔ پھر تم
عقل سے کام کیوں نہیں لیتے؟ (۶۰) ع
بھلا وہ شخص جس سے ہم نے اَچھا وعدہ کر
رکھا ہو، اور وہ اُس وعدہؔ (آخرت) کو پانے
والا بھی ہو، (کسی طرح سے بھی) اُس شخص جیسا ہو
سکتا ہے، جسے ہم نے صرف دُنیا کا چند روزہ[۲]

۶ ع ۱۰ ۹

رَسُوْلًا يَّتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا ۚ وَمَا كُنَّا مُهْلِكِي الْقُرٰٓى اِلَّا
وَاَهْلُهَا ظٰلِمُوْنَ (۵۹)
وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَمَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ
زِيْنَتُهَا ۚ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ (۶۰) ع
اَفَمَنْ وَّعَدْنٰهُ وَعْدًا حَسَنًا فَهُوَ لَاقِيْهِ كَمَنْ مَّتَّعْنٰهُ

---

[۱] مطلب یہ ہے کہ جب تک کسی قوم پر اِتمامِ حُجت نہیں ہوتا اس وقت تک وہ سزا کے مستحق نہیں ہوتے جب اِتمامِ حُجت ہو جاتا ہے اور قوم سرکشی سے باز نہیں آتی، تب عذاب نازل ہوا کرتا ہے۔ گویا عذاب قوموں کی اختیاری اور ارادی بداعمالیوں کا نتیجہ ہوتا ہے۔ محققین نے اس آیت کو خدا کے عدل پر مکمل دلیل قرار دیا ہے (فصل الخطاب)

***

[۲] مطلب یہ ہے کہ دنیا کی زندگی کتنی بھی طویل کیوں نہ ہو بہرحال عارضی ہے۔ اُس کو ختم ہونا ہے۔ لہٰذا اُس سے فائدہ ضرور اٹھاؤ مگر اُس کے دھوکے میں نہ آؤ۔ اُس کو آخرت پر ترجیح نہ دو۔ دنیا کے لئے

(بقیہ اگلے صفحہ پر)

www.drhasanrizvi.org

سازوسامان دے دیا ہو؟ اور پھر وہ قیامت کے دن خدا کے سامنے سزا کے لئے گرفتار کر کے پیش کئے جانے والا ہے؟ (٦١) جِس دن کہ وہ اُنہیں پُکارے گا اور پُوچھے گا: "کہاں ہیں میرے وہ شریک جو تمھارے خیال میں (میرے شریک) تھے؟" (٦٢) تو جِن پر عذاب کا حُکم نافذ ہو چُکا ہوگا، وہ کہیں گے: "اَے ہمارے پالنے والے مالک! یہی وہ لوگ ہیں جِنھوں نے ہم کو بہکایا تھا۔" (تو وہ کہیں گے کہ) "ہم نے تو اِنھیں بالکل اِسی طرح بہکایا تھا جَیسے ہم خود بہکے ہوئے تھے۔اَب ہم آپ کے سامنے (اُن پر) تبرّا کرتے ہیں (یعنی) اِن سے دُوری، علیٰحدگی اور بیزاری کا اعلان کرتے ہیں (کیونکہ) یہ ہماری بندگی نہیں کیا کرتے تھے" (٦٣) پھر اُن سے کہا جائے گا کہ: "پُکارو اَپنے بنائے

مَتَاعَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ثُمَّ هُوَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مِنَ الْمُحْضَرِيْنَ (٦١)
وَيَوْمَ يُنَادِيْهِمْ فَيَقُوْلُ اَيْنَ شُرَكَآءِيَ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ (٦٢)
قَالَ الَّذِيْنَ حَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ رَبَّنَا هٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ اَغْوَيْنَا ۚ اَغْوَيْنٰهُمْ كَمَا غَوَيْنَا ۚ تَبَرَّاْنَآ اِلَيْكَ ۫ مَا كَانُوْٓا اِيَّانَا يَعْبُدُوْنَ (٦٣)

(پچھلے صفحہ کا بقیہ)

آخرت کو برباد نہ کرو ۔ کیونکہ آخرت بہرحال Quality اور Quantity دونوں لحاظ سے بہتر ہے ۔ اِس لئے یہ غلطی ہرگز نہ کرنا کہ اِس دنیا کی عارضی، وقتی، محدود نعمتوں میں کھو کر آخرت کو بھول جاؤ اور وہاں کے لئے کچھ نہ کرو اور اِس طرح دائمی خسارے میں پڑ جاؤ۔ تم خود سوچو کہ وہ شخص جو محنت کے ساتھ خدا کی اطاعت میں لگا رہا اور پھر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے خدا کی نعمتوں اور رحمتوں میں گھرا رہا، زیادہ بہتر ہے یا وہ شخص جس نے صرف چند دن دنیا کا وقتی عیش اڑایا اور حرام لذتوں سے محظوظ ہوا اور پھر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے خدا کے سخت عذاب کا نشانہ بنا؟ ۔ (ملخص از تفہیم) ۔

کھویا نہ جا صنم کدۂ کائنات میں
محفل گداز گرمیٔ محفل نہ کر قبول
(اقبالؔ)

***

www.drhasanrizvi.org

ہوئے (خدا کے) شریکوں کو۔" تو وہ (بے چارے) پکاریں
گے، مگر (اُن کے بنائے ہوئے جھوٹے خدا) اُن کو
کوئی جواب نہ دیں گے (البتہ اُن کی جگہ) وہ اللہ
کے عذاب کو اپنی طرف (آتا ہوا) دیکھیں گے۔ کاش
وہ ہدایت کی راہ اختیار کرتے ﴿۶۴﴾
وہ دِن جب کہ خدا اُن کو پُکار کر پُوچھے گا کہ
"تم نے میرے رسولوںؑ کو کیا جواب دیا تھا؟"[1] ﴿۶۵﴾
اُس وقت اُن کو جواب تک نہ سُوجھے گا، اور نہ
ہی وہ ایک دُوسرے سے کچھ پُوچھ ہی سکیں گے ﴿۶۶﴾
البتہ جس نے اللہ[(1)] سے لَو لگا کر توبہ کر لی اور
دِل[(2)] سے (خدا اور رسولؐ کو) مان لیا اور (پھر
اُس کے نتیجے میں)[(3)] اَچھّے اَچھّے کام بھی کیئے، تو
وہی یہ توقع کر سکتا ہے کہ وہ بھرپُور حقیقی اَبدی

وَقِيلَ ادْعُوا شُرَكَاءَكُمْ فَدَعَوْهُمْ فَلَمْ
يَسْتَجِيبُوا لَهُمْ وَرَأَوُا الْعَذَابَ ۚ لَوْ أَنَّهُمْ كَانُوا
يَهْتَدُونَ ﴿٦٤﴾
وَيَوْمَ يُنَادِيهِمْ فَيَقُولُ مَاذَا أَجَبْتُمُ الْمُرْسَلِينَ ﴿٦٥﴾
فَعَمِيَتْ عَلَيْهِمُ الْأَنْبَاءُ يَوْمَئِذٍ فَهُمْ لَا
يَتَسَاءَلُونَ ﴿٦٦﴾
فَأَمَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَعَسَىٰ أَنْ

---

[1] عام مفسرین نے لکھا کہ یہ پکار قیامت کے دن ہو گی لیکن حضرت امام جعفر صادقؑ نے روایت ہے کہ "جب کوئی بندہ قبر میں داخل کیا جاتا ہے اور قبر سے ڈرتا ہے تو اُس وقت اُس سے نبی اکرمؐ کے بارے میں پوچھا جائے گا پس اگر وہ مومن ہوتا ہے تو کہتا ہے کہ "میں گواہی دیتا ہوں کہ آپؐ اللہ تعالیٰ کے رسولؐ ہیں اور سچائی لائے ہیں" پس اُس سے کہا جائے گا کہ اب چین سے سو رہو - اور شیطان وہاں سے بھاگ جائے گا اگر یہ بندہ کافر ہو گا - تو اِس سوال پر کہے گا کہ "میں نہیں جانتا کہ وہ شخص کون تھا" اِس پر اُسے ایک ایسی ضرب لگائی جائے گی کہ سوا انسان کے ہر مخلوق اُس کی آواز کو سن لے گی - اور شیطان اُس پر مسلط ہو جائے گا - اور اس کی قبر میں اندھیرا ہو جائے گا - اور اس کو اس کی قبر اس طرح دبائے گی کہ پسلیاں جدا ہو جائیں گی"۔ (تفسیر صافی صفحہ ۳۸۱ بحوالہ تفسیر قمی)۔

***

www.drhasanrizvi.org

کامیابی اور ہر طرح کی بھلائی حاصل کرنے والوں میں سے ہوگا ﴿۶۷﴾

آپؐ کا پالنے والا مالک جو کچھ چاہتا ہے پَیدا کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے (اَپنے کام کے لئے) منتخب کر لیتا ہے۔ یہ انتخاب کرنا اُن لوگوں کے کرنے کا کام نہیں (یا) اِس انتخاب کا اِنھیں کوئی اِختیار نہیں (کیونکہ) پاک اور بہت بلند و بالا ہے اللہ، اُس شِرک سے جو وہ لوگ کرتے ہیں[۱] ﴿۶۸﴾

اور آپؐ کا پالنے والا مالک خُوب جانتا ہے جو وہ اَپنے سینوں اور دِلوں میں چُھپاتے ہیں، اور وہ بھی جو یہ ظاہر کرتے ہیں[۲] ﴿۶۹﴾ (کیونکہ) وہی اللہ ہے، اُس کے سِوا کوئی خدا نہیں ہے (یا) اُس کے سِوا کوئی بندگی کا مستحق نہیں۔ سب

یَکُونَ مِنَ الْمُفْلِحِیْنَ ﴿۶۷﴾
وَرَبُّكَ یَخْلُقُ مَا یَشَآءُ وَیَخْتَارُ ؕ مَا كَانَ لَهُمُ الْخِیَرَةُ ؕ
سُبْحٰنَ اللّٰهِ وَتَعٰلٰى عَمَّا یُشْرِكُوْنَ ﴿۶۸﴾
وَرَبُّكَ یَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُوْرُهُمْ وَمَا یُعْلِنُوْنَ ﴿۶۹﴾
وَهُوَ اللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ لَهُ الْحَمْدُ فِی الْاُوْلٰى وَ

---

۱ محققین نے نتیجہ نکالا کہ اللہ ہی امام مقرر کرتا ہے۔ اور لوگوں کو اختیار نہیں کہ وہ امام مقرر کریں۔ (تفسیر صافی بحوالہ قمی و تفسیر علی ابن ابراہیم)
محققین نے لکھا کہ خدا کا آخر میں شرک کا حوالہ دینے کا مطلب یہ ہوا کہ خدا کے مقابلے پر کسی کو بااختیار ماننا یا امام بنانے کا حق خدا سے چھین لینے کی کوشش کرنا، ایک طرح کا شرک ہے۔

***

۲ آخر میں خدا کا ظاہر و باطن پر حاوی ہونے کا حوالہ دینا یہ بتاتا ہے کہ خدا نے اِمام کے انتخاب کو اپنے لئے اِس لئے مخصوص فرمایا ہے کہ وہ خدا ہی ہے جو انسانوں کی ظاہری اور باطنی صلاحیتوں، نیتوں اور اعمال کو جانتا ہے۔ اِس لئے اُس کے انتخاب میں کسی قسم کی کوئی غلطی کا اِمکان نہیں۔ (فصل الخطاب)

***

www.drhasanrizvi.org

تعریف اُسی کے لئے ہے، دُنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔ اور حکومت بھی اُسی کی ہے۔ اور اُسی کی طرف تم سب پلٹائے جانے والے ہو[۱] (۷۰) آپ اُن سے کہئے کہ کیا تم نے کبھی غور بھی کیا کہ اگر خدا ہمیشہ کے[۲] لئے قیامت تک رات ہی کو رہنے دے، تو پھر اللہ کے سِوا کون خدا ہے جو تمھیں رَوشنی لا دے؟ کیا تم سُنتے نہیں ہو (۷۱) کہئے کہ کیا تم نے غور نہیں کیا کہ اگر وہ ہمیشہ کے لئے دن ہی دن کو قیامت تک کے لئے رہنے دے، تو پھر کون خدا ہے سِوا اللہ کے جو رات کو تمھاری طرف لا دے، جس میں تم آرام وسکون حاصل کرسکو؟ کیا تم کو کچھ سُجھائی ہی نہیں دیتا؟ (۷۲) اُسی خدا نے اپنی رحمت سے تمھارے لئے رات اور

الْاٰخِرَةِ ۫ وَلَهُ الْحُكْمُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ (۷۰)
قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ الَّيْلَ سَرْمَدًا
اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِضِيَآءٍ ؕ
اَفَلَا تَسْمَعُوْنَ (۷۱)
قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ النَّهَارَ سَرْمَدًا اِلٰى
يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِلَيْلٍ
تَسْكُنُوْنَ فِيْهِ ؕ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ (۷۲)
وَمِنْ رَّحْمَتِهٖ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ

۱؎ مومنین جس طرح دنیا میں اللہ کی حمد وتعریف کرتے ہیں، اُسی طرح آخرت میں بھی کریں گے۔ وہاں مومنین اس طرح خدا کی تعریف کریں گے۔ "الحمدللہ الذی اذھب عنا الحزن" سب تعریف اسی اللہ کے لئے ہے جس نے ہم سے ہر طرح کا غم دور کردیا۔

الحمدلله الذی صدقنا وعده واورثنا الارض (یعنی) سب تعریف اسی کے لئے ہے جس نے ہمارے ساتھ اپنا وعدہ سچ کر دکھایا۔ اور ہمیں اس زمین کا وارث و مالک کر دیا۔" (تفسیر صافی صفحہ ۳۸۲)

***

۲؎ "سرمدی" اس کو کہتے ہیں کہ جس کی نہ ابتداء ہو نہ انتہا ہو (اقرب)

***

www.drhasanrizvi.org

لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ
تَشْكُرُوْنَ ﴿۷۳﴾
وَيَوْمَ يُنَادِيْهِمْ فَيَقُوْلُ اَيْنَ شُرَكَآءِيَ الَّذِيْنَ
كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ﴿۷۴﴾
وَنَزَعْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا فَقُلْنَا هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ

دن (دونوں) بنائے ہیں، تاکہ تم (رات میں) آرام اور سکون حاصل کر سکو، اور (دِن کو) اَپنے پالنے والے مالک کا فضل و کرم (مراد روزی) تلاش کرو۔[1] تاکہ شاید (اِس طرح) تم خدا کا شُکر اَدا کرو (یا) تاکہ تم خدا کے شُکرگزار بن جاؤ ﴿۷۳﴾

اور جس دِن خدا اُنھیں پُکارے گا اور کہے گا کہ کہاں ہیں میرے وہ شریک جن کے متعلق تم خیال کرتے تھے (کہ وہ خدا کے شریک ہیں)؟ ﴿۷۴﴾ تو (اُس وقت) ہم ہر قوم میں سے ایک ایک گواہ نِکال لائیں گے[2] اور پھر ہم کہیں گے کہ: "اَب لاؤ اَپنی دلیل۔" تب اُن کو اَچھّی طرح سے مَعلُوم ہو جائے گا کہ حق اللہ کی طرف ہے (یا خدائی کا حق اللہ ہی کے لئے ہے۔ اور جو کچھ غلط باتیں

[1] محققین نے نتیجہ نکالا کہ معاشی مشغلے اسلام میں بڑی اہمیت رکھتے ہیں۔ کیونکہ خدا نے روزی کمانے کو اپنی رحمت کے حوالے سے بیان فرمایا ہے۔ اِسی لئے پیغمبرؐ اسلام نے فرمایا روزی کمانے والا اللہ کا محبوب ہوتا ہے۔ (روح۔ بحر)
محققین نے یہ نتیجے بھی نکالے کہ (۱) انسان کی فطرت میں تنوع Variety اور Change ہوتی ہے اور یہ اُس کی فطری ضرورت ہے۔ (۲) انسان کے لئے جتنی ضرورت دن کی ہوتی ہیں اتنی ہی رات بھی اسے درکار ہے۔ (۳) دن کا وقت کسبِ معاش کے لئے ہوتا ہے۔ اور رات کا وقت آرام و سکون اور راحت کے لئے ہوتا ہے۔

[2] حضرت امام محمد باقرؑ سے روایت ہے کہ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ اِس امت کے ہر فرقہ کو اُس کے امام (پیشوا) کے ساتھ بلائیں گے (تفسیر صافی صفحہ ۳۸۲ بحوالہ تفسیر قمی)۔ اور ان کا امام ان کے اعمال و اعتقادات کی گواہی بھی دے گا۔ (تفسیر صافی)۔

(بقیہ اگلے صفحہ پر)

www.drhasanrizvi.org

فَعَلِمُوٓا اَنَّ الۡحَقَّ لِلّٰهِ وَضَلَّ عَنۡهُمۡ مَّا كَانُوۡا
ع يَفۡتَرُوۡنَ ﴿۷۵﴾

اِنَّ قَارُوۡنَ كَانَ مِنۡ قَوۡمِ مُوۡسٰى فَبَغٰى عَلَيۡهِمۡ ۖ وَ
اٰتَيۡنٰهُ مِنَ الۡكُنُوۡزِ مَاۤ اِنَّ مَفَاتِحَهٗ لَتَنُوۡٓاُ بِالۡعُصۡبَةِ
اُولِى الۡقُوَّةِ ۚ اِذۡ قَالَ لَهٗ قَوۡمُهٗ لَا تَفۡرَحۡ اِنَّ اللّٰهَ
لَا يُحِبُّ الۡفَرِحِيۡنَ ﴿۷۶﴾

وَابۡتَغِ فِيۡمَاۤ اٰتٰٮكَ اللّٰهُ الدَّارَ الۡاٰخِرَةَ وَلَا تَنۡسَ

وہ گھڑتے تھے، وہ سب کی سب اُن کے پاس سے
غائب ہو کر رفوچکر ہو جائیں گی (یا) گم ہو جائیں
گے اُن کے وہ (سارے کے سارے) جھوٹ اور وہ
(جھوٹے خدا) جو اُنھوں نے گھڑ رکھے تھے ع ﴿۷۵﴾ ع ۱۵ ۷ ۱۰

یہ واقعہ ہے کہ قارون موسیٰؑ ہی کی قوم سے
تھا[۱]۔ اُس نے لوگوں پر بلاوجہ چھا جانے کی کوشش
کی۔ جب کہ ہم نے اُسے اِتنے کچھ خزانے عطا کئے
تھے کہ اُس کی چابیاں ایک طاقتور جماعت سے
بھی بمشکل اُٹھتی تھیں۔ ایک دفعہ جب اُس کی
قوم نے اُس سے کہا کہ: "مت پھول (یا) اِترامت
(کیونکہ) یہ حقیقت ہے کہ خدا پھولنے اور اِترانے
والوں کو پسند نہیں کرتا ﴿۷۶﴾ جو کچھ اللہ نے تجھے
دیا ہے اُس سے آخرت کا سامان کر۔ البتہ دُنیا

(پچھلے صفحہ کا بقیہ)

"برہان" اس دلیل کو کہتے ہیں جو تمام دلائل میں سب سے زور دار ہو۔ (لغات القرآن نعمانی جلد ۲ صفحہ ۳۰)۔

محققین نے لکھا کہ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ ہر امت اور ہر دور کے لوگوں ہی سے ایک گواہ لایا جائے گا۔ جو خدا کے دیئے ہوئے علم سے ان سب کے حالات و اعمال کو خوب جانتا ہوگا۔ اب ایسے گواہ کا ہر دور میں موجود ہونا بھی ضروری ہو گیا (تبیان)۔

***

[۱] قارون کے بارے میں روایت ہے کہ وہ حضرت موسیٰؑ کا چچا زاد بھائی تھا۔ اور بظاہر حضرت موسیٰؑ پر ایمان لایا تھا۔ مگر اس نے حضرت موسیٰؑ سے سونا بنانے کا طریقہ پوچھ لیا تھا۔ (تفسیر صافی صفحہ ۳۸۲)

مگر حضرت امام جعفر صادقؑ سے روایت ہے کہ قارون حضرت موسیٰؑ کا خالہ زاد بھائی تھا۔ (تفسیر مجمع البیان)

***

www.drhasanrizvi.org

نَصِيبَكَ مِنَ الدُّنْيَا وَأَحْسِن كَمَا أَحْسَنَ اللَّهُ
إِلَيْكَ وَلَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِي الْأَرْضِ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ
الْمُفْسِدِينَ ﴿٧٧﴾
قَالَ إِنَّمَا أُوتِيتُهُ عَلَىٰ عِلْمٍ عِندِي أَوَلَمْ يَعْلَمْ أَنَّ
اللَّهَ قَدْ أَهْلَكَ مِن قَبْلِهِ مِنَ الْقُرُونِ مَنْ هُوَ أَشَدُّ
مِنْهُ قُوَّةً وَأَكْثَرُ جَمْعًا وَلَا يُسْأَلُ عَن ذُنُوبِهِمُ
الْمُجْرِمُونَ ﴿٧٨﴾

میں سے بھی اپنا حِصّہ (لینا) نہ بھُول۔ اور لوگوں کے ساتھ اَچّھا سلُوک کر، جیسے کہ اللہ نے تیرے ساتھ اچھا سلُوک کیا ہے۔ اور زمین پر خرابیاں پھیلانے کی کوشش نہ کر۔ (کیونکہ) حقیقتاً اللہ خرابیاں پھیلانے والے فسادیوں کو پَسند نہیں[1] کرتا" (۷۷) اِس پر قارون نے کہا: "یہ سَب کچھ تو مجھے (خدا کی وجہ سے نہیں بلکہ) اُس عِلم اور ہُنرمندی کی وجہ سے مِلا ہے جو میرے پاس ہے[2]"۔ کیا اُس (احمق) کو یہ عِلم نہ تھا کہ اللہ اِس سے پہلے بہت سی اَیسی نسلوں اور قوموں کو (اُن کے اسی تکبّر اور ناشُکری کی وجہ سے) ہلاک و برباد کرچکا ہے، جو اُس سے کہیں زیادہ طاقت، جماعت اور سرمایہ رکھتی تھیں۔ اَیسے مجرُموں سے تو اُن کے گناہ بھی نہیں پُوچھے جاتے۔

---

[1] مقصد یہ ہے کہ ہم یہ نہیں چاہتے کہ تم اپنی ساری کی ساری دولت اللہ کی راہ میں خیرات کردو۔ بلکہ ہم یہ چاہتے ہیں کہ تم فراغت سے کھاؤ پیو مگر ہماری مقررہ حدود کے اندر رہ کر اور حقوق واجبہ کو ادا کر کے۔ اور بقیہ رقم سے آخرت کا بندوبست کرو۔ اور ساتھ قومی معاشی توازن کو نہ بگاڑو جسے یہاں خرابی اور فساد کہا گیا ہے۔

☆☆☆

[2] عارفین نے نتیجہ نکالا کہ علم و فضل، فن اور ہنر کو اپنی جانب منسوب کرنا اور اُسے اپنا ذاتی کمال سمجھنا، اور اُسے اللہ کی دین نہ قرار دینا' اصل جڑ ہے انسان کی ناشکری اور اللہ سے دوری کی۔ صوفیا نے نتیجہ نکالا کہ طریقت اور مجاہدہ کے ثمرات کو خدا کا فضل اور عطا سمجھنا ضروری ہے، اپنے مجاہدہ کا نتیجہ سمجھنا قارونیت ہے۔
مفسرین نے لکھا کہ قارون نے

(بقیہ اگلے صفحہ پر)

www.drhasanrizvi.org

(یعنی بلا حساب کتاب، بلا تاخیر، مرتے ہی، فوراً جہنم میں جھونک دیئے جاتے ہیں) (۷۸)

ایک دن وہ (احمق) اپنی قوم کے سامنے اپنے پورے سازو سامان اور ٹھاٹ باٹ کے ساتھ نکلا، تو جو لوگ دُنیا کی زندگی کے طلب گار تھے، وہ (اُسے دیکھ کر) کہنے لگے: "کاش ہمارے لئے بھی وہی کچھ ہوتا جو قارون کو دیا گیا ہے۔ یہ ہے بڑا خوش نصیب (یا) بڑا نصیبے والا" (۷۹) مگر جن کو (حقیقت کا) علم عطا گیا تھا، اُنھوں نے کہا: "افسوس تمھاری حالت پر، اللہ کے ہاں کا صلہ (اِس سے) کہیں بہتر ہے، اُس کے لئے جو اَبدی حقیقتوں کو دل سے مانے اور اچھّے اچھّے کام کرے۔ اور یہ دَولت، صبر اور برداشت کرنے والوں

فَخَرَجَ عَلٰى قَوْمِهٖ فِىْ زِيْنَتِهٖ ۗ قَالَ الَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا يٰلَيْتَ لَنَا مِثْلَ مَآ اُوْتِىَ قَارُوْنُ ۙ اِنَّهٗ لَذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ (۷۹)

وَقَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ وَيْلَكُمْ ثَوَابُ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّمَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ۚ وَلَا يُلَقّٰىهَآ اِلَّا الصّٰبِرُوْنَ (۸۰)

(پچھلے صفحہ کا بقیہ)

حضرت موسیٰؑ سے علم کیمیا سیکھ لیا تھا۔ اور اسی سے اس نے اپنی دولت بڑھائی تھی۔ اور اسی علم و فن پر اسے ناز تھا (تفسیر علی ابن ابراہیم)

بعض نے لکھا کہ وہ علم و فن کا بڑا ماہر تھا اور اسی سے اس نے خوب مال بنایا تھا۔ (جلالین)

غرض ایسا ہر شخص جو کسی فن یا ذریعہ سے مال کمائے اور پھر اس پر اترائے اور سمجھے کہ اپنے اسی علم و فن کی وجہ سے وہ مال دار بنا ہے اور خدا کو بھول جائے، اپنے وقت کا چھوٹا یا بڑا قارون کہلائے گا۔

***

www.drhasanrizvi.org

فَخَسَفْنَا بِهٖ وَبِدَارِهِ الْاَرْضَ فَمَا كَانَ لَهٗ مِنْ فِئَةٍ
يَّنْصُرُوْنَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُنْتَصِرِيْنَ ﴿۸۱﴾
وَاَصْبَحَ الَّذِيْنَ تَمَنَّوْا مَكَانَهٗ بِالْاَمْسِ يَقُوْلُوْنَ وَيْكَاَنَّ
اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ ۚ

کے سِوا کِسی کو نہیں مِلتی" (معلوم ہوا کہ علم کی
حقیقت، اَبدی حقائق کو جاننا ہے۔ اور اَبدی اور
حقیقی کامیابی اِیمان، عمل اور صبر پر مُنحصر ہے) (۸۰) [1]
آخر کار ہم نے اُس کو اور اُس کے گھر کو
زمین کے اندر دھنسا دیا۔ تو اب اُس کے حامیوں
کا کوئی گروہ نہ تھا، جو اللہ کے مقابلے پر اُس کی
مدد کرتا۔ اور نہ وہ خود ہی اَپنے لئے کچھ کر
سکا (۸۱) [2] اور وہ لوگ جو کل اُس کے مقام
منزلت یا درجے کی تمنّا کر رہے تھے، اَب
کہنے لگے: "افسوس ہماری حالت پر! ہم بھول گئے
تھے کہ اللہ اَپنے بندوں میں سے جس بندے کا
رِزق چاہتا ہے بڑھا کر کُشادہ کر دیتا ہے اور
جِس کے لئے چاہتا ہے، تنگی کر دیتا ہے (یا) جسے

---

[1] عارفین نے نتیجہ نکالا کہ علم معتبر صرف وہ ہوتا ہے جس سے دنیوی فائدے حاصل کرنا مقصود نہ ہو۔

یہ قول حضرت موسیٰ کے اصحاب میں سے بہت ہی خاص لوگوں کا ہے۔ (تفسیر صافی صفحہ ۳۸۲ بحوالہ تفسیر قمی)

غرض کسی کو مالدار ہوتے اور اُس کی شان و شوکت دیکھ کر حسد کرنا اور ایسی تمنا کرنا کہ ہمیں بھی ایسا ہی حرام مال مل جائے، بے صبری اور ناسمجھی کی دلیل ہے ہوشیار سمجھدار لوگ ہر حال میں خدا کا شکر ادا کرتے رہتے ہیں۔ اُس سے توقعات وابستہ رکھتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ خدا کے تمام کام نہایت گہری مصلحتوں کے مطابق، نہایت سمجھ بوجھ کے ساتھ ہوتے ہیں اور ہماری کامیابی کا دارومدار صبر اور خدا کی رضا میں راضی رہنے پر ہے۔

***

[2] حضرت رسولِ خداؐ نے فرمایا۔ "کوئی شخص چلنے میں تکبّر نہ کرے۔ جو شخص لباس

(بقیہ صفحہ ۱۴۳۴ پر)

www.drhasanrizvi.org

لَوۡلَاۤ اَنۡ مَّنَّ اللّٰهُ عَلَيۡنَا لَخَسَفَ بِنَا ؕ وَيۡكَاَنَّهٗ لَا يُفۡلِحُ
الۡكٰفِرُوۡنَ ﴿۸۲﴾ ع
تِلۡكَ الدَّارُ الۡاٰخِرَةُ نَجۡعَلُهَا لِلَّذِيۡنَ لَا يُرِيۡدُوۡنَ عُلُوًّا
فِى الۡاَرۡضِ وَلَا فَسَادًا ؕ وَالۡعَاقِبَةُ لِلۡمُتَّقِيۡنَ ﴿۸۳﴾

چاہتا ہے وسیع رِزق دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے
نَپاتُلا رِزق دیتا ہے ۔ اگر اللہ نے ہم پر احسان نہ
کیا ہوتا تو ہمیں بھی (اِسی کی طرح) زمین میں
دَھنسا دیتا ۔ افسوس ہم کو یاد ہی نہ رہا کہ کافریا
حق کے مُنکر (وقتی ' ظاہری کامیابی کے سِوا) کبھی
حقیقی اَبدی بھرپُور کامیابی اور ہر طرح کی بھلائی
اور بہتری حاصل نہیں کرسکتے" ع[1] ﴿۸۲﴾
ع ۸ ۷ ۱۱
وہ آخرت کا گھر تو ہم اُن لوگوں کے لئے
قرار دیتے ہیں جو زمین میں دُوسروں پر چھا
جانے کی خواہش نہیں رکھتے[2] اور نہ (زمین پر)
فساد یا خرابیاں پھیلانا چاہتے ہیں ۔ اور انجام
کی بہتری اور بھلائی ' دَھونس جمانے اور دُوسروں
پر چھا جانے کی بُری خواہش سے بچے رہنے والے

[1] محققین نے نتیجے نکالے کہ (۱) دولت کی تقسیم سراسر حکمت تکوینی کے تحت ہوتی ہے (۲) دولت مندی فلاح و نجات کی ضامن نہیں ہوتی (۳) خدا نے جسے کوششوں کے باوجود تنگ دست رکھا ہے تو وہ اِس لئے کہ اِسی میں اُس کا فائدہ ہے کہ انجام میں وہ دولتمندوں سے ہزار درجے بہتر ہو سکتا ہے ۔ (۴) کامیابی کا اصل معیار ایمان ہے ، دولت نہیں (۵) اسلام جائز طریقے سے دولت کمانے کا مخالف نہیں البتہ دولت پر اِترانے ، خدا کو بھول جانے ، ناجائز طریقوں سے کمانے ، اور مالی حقوق نہ ادا کرنے کا مخالف ہے ۔ نیز اسلام دولت کے ذریعہ بغاوت ، آخرت فراموشی ، زمین پر فساد یا خرابیاں پھیلانے کا مخالف ہے (ملخص از فصل الخطاب)

***

[2] "عُلو" یعنی چھا جانا ، ظلم کرنا (ضحاک) یا خود کو بڑا سمجھنا ۔ (تفسیر کبیر) یا فساد اور گناہ کرنا (مدارک) اِسی لئے اہلِ عرفان جتنا اہتمام گناہوں سے بچنے کا کرتے ہیں اتنا ہی تکبر سے دور رہنے کا بھی کرتے ہیں (تفسیر کبیر) ۔

(بقیہ اگلے صفحہ پر)

www.drhasanrizvi.org

مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ خَيْرٌ مِّنْهَا ۚ وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ
فَلَا يُجْزَى الَّذِيْنَ عَمِلُوا السَّيِّاٰتِ اِلَّا مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۸۴﴾
اِنَّ الَّذِيْ فَرَضَ عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لَرَآدُّكَ اِلٰى مَعَادٍ ۭ
قُلْ رَّبِّيْٓ اَعْلَمُ مَنْ جَآءَ بِالْهُدٰى وَمَنْ هُوَ فِيْ

مُتّقین کے لئے ہے ﴿۸۳﴾ غرض جو کوئی بھی نیکی اور بھلائی لے کر (وہاں) آئے گا، اُس کے لئے (وہاں) اُس سے کہیں بہتر بھلائی اور بہتری ہے۔ اور جو وہاں بُرائی لے کر آئے گا، تو بُرائیاں کرنے والوں کو بالکل وَیسے ہی بدلے کے سِوا کچھ اور نہ ملے گا (اُن کو بس وہی کچھ ملے گا) جیسے کام کہ وہ کیا کرتے تھے (یا) بُرائیاں کرنے والوں کو بالکل ویسا ہی بدلہ ملے گا جیسے بُرے کام وہ کِیا کرتے تھے[1] ﴿۸۴﴾

یہ حقیقت ہے کہ وہ خدا جس نے قرآن پہنچانے کا فریضہ آپؐ کے ذمّہ کیا ہے وہی آپؐ کو (آپؐ کے وطن یا) واپسی کی منزل پر دوبارہ لائے گا۔[2] تو آپؐ اُن سے فرما دیں کہ: "میرا

(پچھلے صفحہ کا بقیہ)

حضرت علیؑ نے فرمایا" دنیا کی حیثیت میرے نزدیک مُردار سے زیادہ نہیں ہے کہ جب مجبوری ہو تو اُس میں سے ذرا سا کھا لو۔ بخدا تمام آرزوئیں ختم ہو گئیں اِس آیت کے ہوتے ہوئے۔ (نہج البلاغہ و تفسیرِ علی ابن ابراہیم)

حضرت علیؑ اپنے دورِ خلافتِ ظاہری میں قرآن کریم کی یہی آیت بازاروں میں جا کر دُوکانداروں کو دکھاتے تھے۔ غرض یہ آیت ہر حاکم باا ثر بالادست انسان کے لئے زبردست تنبیہہ ہے (مجمع البیان)۔

***

[1] کیونکہ جزا میں اضافہ کر دینا ظلم نہیں ہوتا بلکہ کرم، مہربانی، تفضل ہے۔ البتہ سزا میں اضافہ کرنا ظلم ہے۔ اِس لئے نیکی کا بدلہ تو اُس نیکی سے کہیں زیادہ ملے گا، مگر برائی کا بدلہ صرف برائی کے برابر ہو گا (مجمع البیان)۔

***

[2] حضرت اِمام زین العابدینؑ سے روایت ہے کہ "تمہارے نبیؐ بھی رجعت فرمائیں گے اور حضرت علیؑ اور ائمہ معصومینؑ بھی"۔ (بقیہ اگلے صفحہ پر)

ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿٨٥﴾
وَمَا كُنْتَ تَرْجُوْٓا اَنْ يُّلْقٰٓى اِلَيْكَ الْكِتٰبُ اِلَّا رَحْمَةً
مِّنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ ظَهِيْرًا لِّلْكٰفِرِيْنَ ﴿٨٦﴾
وَلَا يَصُدُّنَّكَ عَنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ بَعْدَ اِذْ اُنْزِلَتْ اِلَيْكَ
وَادْعُ اِلٰى رَبِّكَ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿٨٧﴾

پالنے والا مالک خُوب بہتر جانتا ہے کہ کون ہدایت لے کر آیا ہے اور کون کُھلی ہوئی گُمراہی میں پڑا ہوا ہے" ﴿۸۵﴾ آپؐ ہرگز اِس بات کے اُمیدوار نہ تھے کہ آپؐ پر کتاب اُتاری جائے۔ یہ تو بس آپؐ کے پالنے والے مالک کی رحمت یا مہربانی ہے (کہ یہ کِتاب آپؐ پر نازل کی گئی ہے) تو آپؐ کبھی کافروں یا حق کے مُنکروں کے مددگار نہ بنیئے گا ﴿۸۶﴾ اور اَیسا کبھی نہ ہونے پائے کہ اللہ کی آیتیں جب آپؐ پر اُتریں تو کُفّار آپؐ کو اُن (کے سُنانے یا اُن پر عمل کرنے) سے روک دیں۔ آپؐ (لوگوں کو) اَپنے پالنے والے مالک کی طرف بُلائیں اور ہرگز مشرکوں میں شامل نہ ہوں ﴿۸۷﴾ اور اللہ کے ساتھ کِسی دُوسرے خدا کو نہ پُکارئے۔

(پچھلے صفحہ کا بقیہ)

ایک دفعہ حضرت امام محمد باقرؑ کے سامنے حضرت جابرؓ (صحابی رسولؐ) کا ذکر آیا تو حضرت امامؑ نے فرمایا "اللہ جابرؓ پر رحم فرمائے۔ یقیناً اُن کا علم اِس درجے تک پہنچ گیا تھا کہ وہ اِس آیت کی تاویل سے واقف تھے، یعنی مسئلہ رجعت کو جانتے تھے۔" غرض یہاں "معاد" سے حقیقی مراد رجعت کا زمانہ ہے کہ جب رسولؐ اور ائمہؑ سب دوبارہ دنیا میں زندہ ہو کر تشریف لائیں گے۔ (تفسیر صافی صفحہ ۳۸۳ بحوالہ تفسیر قمی)

غرض "واپسی کی منزل" سے بظاہر اولین مراد مکّہ ہے۔ جس سے جدائی کا حضورؐ کو صدمہ تھا (جلالین)۔

دوسری مراد رجعت ہے جس میں حضورؐ اور ائمہ اہل بیتؑ دنیا میں واپس تشریف لائیں گے (تفسیر علی ابن ابراہیم، صافی، قمی)

تیسرے معنی آخرت کے ہیں (تفسیر فتح الرحمن)

***

www.drhasanrizvi.org

وَلَا تَدۡعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۘ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۟ كُلُّ شَیۡءٍ
هَالِكٌ اِلَّا وَجۡهَهٗ ؕ لَهُ الۡحُكۡمُ وَاِلَیۡهِ تُرۡجَعُوۡنَ ﴿۸۸﴾

اٰیَاتُهَا ۶۹ (۲۹) سُوۡرَةُ الۡعَنۡكَبُوۡتِ مَكِّیَّةٌ رُكُوۡعَاتُهَا ۷

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ﴿﴾

الٓمّٓ ﴿۱﴾

اَحَسِبَ النَّاسُ اَنۡ یُّتۡرَكُوۡۤا اَنۡ یَّقُوۡلُوۡۤا اٰمَنَّا وَهُمۡ لَا یُفۡتَنُوۡنَ ﴿۲﴾

(کیونکہ) اُس کے سِوا کوئی خدا ہے ہی نہیں۔ ہر چیز فنا ہونے والی ہے سِوا خدا کے چہرے کے (یا) سِوا خدا کی ذات کے[1]۔ اُسی کی حکومت ہے

ع ۹ ۱۲ اور اُسی کی طرف تم لوگوں کو پلٹ کر جانا ہے ﴿۸۸﴾

آیات ۶۹ سورۂ عنکبوت مکّی رکوعات ۷

(مکڑی والا سورہ)

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام کے ساتھ مدد مانگتے ہوئے جو سب کو فیض اور فائدے پہنچانے والا بیحد مسلسل رحم کرنیوالا ہے ﴿﴾

الف ۔ لام ۔ میم ﴿۱﴾ کیا لوگوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ وہ بس اِتنا سا کہنے پر کہ "ہم اِیمان لے آئے"۔ چھوڑ دئے جائیں گے' اور اُن کا (مصائب اور اطاعت کے ذریعے) اِمتحان نہ لیا جائے گا[2] ﴿۲﴾

---

[1] اس میں رد آگیا ساری مشرک قوموں کا جو خدا کے ساتھ ساتھ روح، مادہ یا کسی اور چیز کو بھی ازلی ابدی سمجھتے ہیں۔ اور خدا کے چہرے سے مراد (۱) خدا کی ذات ہے (بیضاوی، کبیر) اور وہ ہستیاں بھی مراد ہیں جو ذریعہ ہیں خدا کی پہچان کا۔ کیونکہ چہرہ سے ہر چیز پہچانی جاتی ہے۔

***

[2] حضرت امام جعفر صادقؑ سے روایت ہے کہ حضور اکرمؐ نے فرمایا کہ "وہ لوگ اپنی جانوں اور مالوں کے امتحان میں ڈالے جائیں گے" اور جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضور اکرمؐ نے فرمایا کہ "امتحان میں ڈالا جانا ضروری ہے۔ تاکہ نبیؐ کے بعد امت کی جانچ ہوسکے۔ اور سچے مومن اور جھوٹے کا تعین ہوسکے"۔ (تفسیر صافی صفحہ ۳۸۴ بحوالہ تفسیر مجمع البیان)

***

www.drhasanrizvi.org

www.drhasanrizvi.org

وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ
الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَلَيَعْلَمَنَّ الْكٰذِبِيْنَ ۝٣
اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ اَنْ يَّسْبِقُوْنَا ؕ
سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ۝٤
مَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ اللّٰهِ فَاِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ لَاٰتٍ ؕ
وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝٥

حالانکہ ہم اُن سب لوگوں کا اِمتحان لے چُکے ہیں
جو اُن سے پہلے گزُرے ہیں ۔ اللہ لازمی طور پر
یہ بات ظاہر کر دے گا (یا عملی طور پر) جان لے
گا کہ کون سچّے ہیں اور کون جھُوٹے ہیں[1] ③ اور کیا
وہ لوگ جو بُرے کام کرتے ہیں، یہ سمجھ بیٹھے ہیں
کہ وہ ہمارے قابُو سے باہر ہو کر نِکل بھاگیں گے؟
(یا) ہم سے بازی لے جائیں گے ؟ بہت ہی غلط
فیصلہ ہے جو وہ کر رہے ہیں ④ جو کوئی بھی اللہ
سے ملنے کی اُمید رکھتا ہے، تو اِس میں ہرگز کوئی
شک ہی نہیں ہے کہ اللہ کا مُقرّر کیا ہوا وقتِ
(مُلاقات) بس آیا ہی چاہتا ہے ۔ اور اللہ سَب
کچھ سُننے والا اور جاننے والا ہے ⑤ جو شخص بھی
جہاد[2] کرے (یعنی) بھرپُور کوشش اور نیکی کے لئے

[1] شاہ رفیع الدین صاحب نے ترجمہ کیا "البتہ ظاہر کر دے گا اللہ ان لوگوں کو (جو) سچ بولیں ـ اور اللہ ظاہر کر دے گا جھوٹوں کو"۔

جلالین نے لکھا "اس کا مطلب یہ ہے کہ ہمارے کاموں کے واقع ہونے سے پہلے بھی خدا کو ان کا علم ہے، مگر وہ علم غیب ہے ـ لیکن جب ہم سب کچھ کر لیں گے تو اس کا علم "علم شہود" ہو جائے گا (جلالین)

یہ ساری باتیں تفسیر ہیں اس لفظ کی کہ "اللہ جان لے گا"۔

***

[2] "جہاد" کے لفظی معنی سخت بھرپور کوشش سے مقابلہ کرنے کے ہوتے ہیں اب چاہے وہ مقابلہ بری نفسانی خواہشوں سے ہو تو وہ جہادِ اکبر ہے ـ یا دشمنانِ حق سے ہو ـ جو فقہ کی اصطلاح میں جہاد کہلاتا ہے ـ

غرض جہاد کا مطلب یہ بھی ہے کہ اپنے نفس کو یا اپنے آپ کو حرام لذتوں اور گناہوں سے بچایا جائے (تفسیر صافی بحوالہ تفسیر قمی)

***

www.drhasanrizvi.org

جدّوجہد میں مقابلہ کرے گا، تو وہ اپنے ہی فائدے
کے لئے کرے گا (کیونکہ) یہ حقیقت ہے کہ خدا تمام جہانوں
سے بے نیاز ہے (یعنی اُس کو کِسی کی کِسی کوشش
سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا کیونکہ خدا کو کِسی چیز کی
کوئی ضرورت یا احتیاج ہی نہیں ہوتی) ⑥ اور جو
لوگ اَبدی(۲) حقیقتوں کو دِل سے مان کر اِیمان
لے آئیں گے، اور(۳) اَچھے اَچھے کام بھی کریں گے،
تو ہم یقیناً اُن کی غلطیوں کو نظر انداز کر دیں گے
(یا) ہم اُن کی بُرائیاں اُن سے دُور کر دیں گے
اور اُن کو اُن کے بہترین کاموں کا بدلہ اُن کے
کاموں کے معیار کے عین مطابق عطا کریں گے[1] ⑦
اور ہم نے اِنسان کو ہدایت کی ہے کہ وہ اَپنے
ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرتے ہوئے اچھّا سلوک

وَمَنْ جَاهَدَ فَإِنَّمَا يُجَاهِدُ لِنَفْسِهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ لَغَنِيٌّ
عَنِ الْعٰلَمِينَ ⑥
وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ
سَيِّاٰتِهِمْ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَحْسَنَ الَّذِي كَانُوا
يَعْمَلُونَ ⑦
وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا ۖ وَإِنْ جَاهَدٰكَ

---

[1] آج کے مشاہدے اور مثال کے اعتبار سے اس آیت کو یوں سمجھا جائے کہ ہم اپنی یونیورسٹی کے امتحانوں میں کامیابی کا معیار تمام پرچوں کے نمبر سامنے رکھ کر مقرر کرتے ہیں۔

اسی طرح اگر کوئی شخص بڑے بڑے گناہ کرے، واجبات کو ترک کرے اور ایمان جیسے ضروری مضمون میں فیل ہو جائے تو وہ آخرت میں نجات کی کامیابی سے محروم کر دیا جاتا ہے۔ لیکن ایسا انسان جو ایمان رکھتا ہو مگر عمل کے کچھ مضامین یعنی شعبوں میں کمزوری اور کمی ہو تو اس کو کم درجے (ڈویژن) کی کامیابی مل سکتی ہے۔ غرض اس کی مجموعی زندگی اور تمام شعبوں کی کارکردگی کے لحاظ سے آخرت میں مرتبہ ملے گا۔ یہی وہ مقام ہے کہ جس کے لئے فرمایا "ہم ان کی غلطیوں کو نظر انداز کر دیں گے۔ اور ان کو بہترین بدلہ دیں گے۔ اس معیار پر جو ان کے اعمال کا تھا" (فصل الخطاب)

***

www.drhasanrizvi.org

کرے۔ اور اگر وہ دونوں تم سے اِس بات پر
لڑائی جھگڑا کریں کہ تم میرے ساتھ کِسی اور کو
میرا شریک ٹھہراوٴ، جس کے لئے تمھارے پاس
کوئی (صحیح) عِلم تک نہیں ہے، تو اِس بات میں
تم اُن کا کہنا نہ مانو[1] (کیونکہ) تم سَب کے سَب
کو میری ہی طرف پلٹ کر آنا ہے۔ پھر میں تم
کو بتا دُوں گا کہ تم کیا کُچھ کیا کرتے تھے ﴿۸﴾
اَب جنھوں نے اللہ رسولؐ کو یا اَبدی حقیقتوں
کو دل سے مانا ہوگا اور اَچھّے اَچھّے کام بھی
کئے ہوں گے، اُن کو تو ہم لازمی طور پر نیک
لوگوں "صالحین" میں شامل کریں گے[2] ﴿۹﴾
اور اِنسانوں میں کچھ اَیسے بھی ہوتے ہیں جو
کہتے ہیں کہ ہم نے اَبدی حقیقتوں کو (یا) خدا و

لِتُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا ۭ اِلَيَّ
مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۸﴾
وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُدْخِلَنَّهُمْ فِي
الصّٰلِحِيْنَ ﴿۹﴾
وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ فَاِذَآ اُوْذِيَ فِي اللّٰهِ

---

[1] "جس کا تجھے علم نہیں" کا مطلب یہ ہے کہ جس چیز کے صحیح ہونے کا تجھے علم نہ ہو ایسی بات کی پیروی کرنا جائز نہیں۔ چاہے اس کے باطل ہونے کا بھی پورا علم نہ ہو (تفسیر صافی صفحہ ۳۸۴)۔
مطلب یہ ہے کہ جن چیزوں میں خالق کی نافرمانی کرنی پڑے، ان چیزوں میں مخلوق کی اطاعت جائز نہیں (تفسیر صافی صفحہ ۳۸۵)۔

***

[2] بالکل حقیقی معنی میں نیکو کار تو معصومین ہوتے ہیں۔ اب جو جس حد تک ایمان اور حسنِ عمل میں اُن جیسا ہوگا، وہ اُتنا ہی اُن کے ساتھ محشور ہونے کا مستحق ہوگا۔ غرض صالحین انبیاءؑ اور اولیاؑ خدا ہیں (جلالین)۔

www.drhasanrizvi.org

رسولؐ کو دِل سے مان لیا ہے، مگر اِس کے بعد جَب اللہ کی راہ میں اُسے کوئی تکلیف پہنچائی جاتی ہے تو وہ لوگوں کی پہنچائی ہوئی مصیبتوں کو اللہ کی سزا جیسا سمجھتا ہے (اور بُری طرح فریادیں کرنے لگتا ہے[1])۔ اَب اَیسے میں اگر (تم مسلمانوں کے پاس) اللہ کی مدد آجاتی ہے تو وہی لوگ کہنے لگتے ہیں کہ: "ہم تو تمھارے ہی ساتھی تھے۔" کیا دُنیا جہان والوں کے دِلوں کا حال اللہ کو خُوب اَچھّی طرح سے معلوم نہیں؟ (۱۰)

اور اللہ تو لازمی طور پر یہ معلوم کرکے ہی رہے گا کہ خدا اور رسولؐ کو دل سے ماننے والے مومنین کون ہیں؟ اور 'منافق' (یعنی اِیمان کے جھُوٹے دعوے دار) کون ہیں[2]؟ (۱۱)

جَعَلَ فِتْنَةَ النَّاسِ كَعَذَابِ اللّٰهِ ۭ وَلَىِٕنْ جَاۗءَ نَصْرٌ مِّنْ رَّبِّكَ لَيَقُوْلُنَّ اِنَّا كُنَّا مَعَكُمْ ۭ اَوَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَعْلَمَ بِمَا فِيْ صُدُوْرِ الْعٰلَمِيْنَ ۝۱۰

وَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَيَعْلَمَنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ ۝۱۱

---

[1] آیت کا مطلب یہ ہے کہ جب کسی انسان کو کوئی تکلیف پہنچائی جائے یا فاقہ کرنا پڑجائے یا ظالموں سے خوف ہو تو وہ ان تمام تکلیفوں کو خدا کے عذاب جیسا سمجھنے لگتا ہے۔ جو کبھی ختم نہ ہوگا۔ (تفسیر صافی صفحہ ۳۸۵ بحوالہ تفسیر قمی)

[2] آیت کے آخری الفاظ نے بالکل واضح طور پر بتا دیا ہے کہ یہ مومنین کا ذکر نہیں ہے بلکہ منافقین کا ذکر ہے جو ذرا سی سختی پڑنے پر گھبرا کر راہ فرار اختیار کرتے ہیں۔ (تبیان)۔

***

www.drhasanrizvi.org

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّبِعُوْا سَبِيْلَنَا
وَلْنَحْمِلْ خَطٰيٰكُمْ ۭ وَمَا هُمْ بِحٰمِلِيْنَ مِنْ خَطٰيٰهُمْ
مِّنْ شَيْءٍ ۭ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ⑫
وَلَيَحْمِلُنَّ اَثْقَالَهُمْ وَاَثْقَالًا مَّعَ اَثْقَالِهِمْ ۡ وَلَيُسْـَٔلُنَّ

یہ کافر، حق کے مُنکر ایمان لانے والوں سے کہتے ہیں کہ تم ہمارے طریقہ کی پیروی کرو، ہم تمہاری خطاؤں اور گناہوں کو اَپنے اُوپر اُٹھالیں گے۔ حالانکہ وہ اُن کی خطاؤں اور گناہوں کا ذرا سا حِصّہ بھی اَپنے اُوپر لینے یا اُٹھانے والے نہیں ہیں۔ حقیقتاً وہ بالکل جھُوٹے ہیں ⑫ البتّہ یہ حقیقت ہے کہ وہ (خود) اَپنے گنُاہوں کے بوجھ بھی اُٹھائیں گے اور اَپنے بوجھوں کے ساتھ دُوسرے بہت سے بوجھ بھی اُٹھائیں گے۔ (کیونکہ اُنھوں نے دُوسروں کو بھی گمُراہ کیا تھا، اِس لئے اُن کے گنُاہوں کا بوجھ بھی اُن کو اُٹھانا پڑے گا[ا]) اور اُن سے قیامت کے دِن (بڑی سخت) باز پُرس، حِساب کِتاب

[ا] کافر تو آخرت کو مانتے ہی نہیں تھے۔ صرف مذاق کے طور پر مسلمانوں سے کہتے ہیں کہ تم بیکار رسول خداؐ کی پیروی کر رہے ہو۔ ہمارا ساتھ دو۔ رہے تمہارے گناہ تو اُن کو ہم اٹھالیں گے۔ (تفسیر علی ابن ابراہیم)

اُن کا مقصد یہ تھا کہ ہم تمہیں تمہارے گناہوں کی سزا سے بچالیں گے، پھر بتایا گیا کہ اُن کو اُن کے اپنے گناہوں کی سزا بھی ملے گی، اور دوسروں کے بہکانے کی سزا بھی ملے گی۔ (فتح الرحمٰن)

***

www.drhasanrizvi.org

یَوۡمَ الۡقِیٰمَۃِ عَمَّا کَانُوۡا یَفۡتَرُوۡنَ ﴿۱۳﴾
وَ لَقَدۡ اَرۡسَلۡنَا نُوۡحًا اِلٰی قَوۡمِہٖ فَلَبِثَ فِیۡہِمۡ اَلۡفَ
سَنَۃٍ اِلَّا خَمۡسِیۡنَ عَامًا ؕ فَاَخَذَہُمُ الطُّوۡفَانُ وَ
ہُمۡ ظٰلِمُوۡنَ ﴿۱۴﴾
فَاَنۡجَیۡنٰہُ وَ اَصۡحٰبَ السَّفِیۡنَۃِ وَ جَعَلۡنٰہَاۤ اٰیَۃً لِّلۡعٰلَمِیۡنَ ﴿۱۵﴾
وَ اِبۡرٰہِیۡمَ اِذۡ قَالَ لِقَوۡمِہِ اعۡبُدُوا اللّٰہَ وَ اتَّقُوۡہُ ؕ

ع ۱۳/۱۴

اور پُوچھ گچھ ہوگی، اُن (غلط جھوٹی) باتوں پر
جو وہ گھڑا کرتے تھے ﴿۱۳﴾

اور ہم نے نوحؑ کو اُن کی قوم کی طرف
بھیجا، تو وہ اُن میں پچاس کم ایک ہزار برس
رہے۔ آخرکار اُس قوم کو طُوفان نے آن پکڑا،
اِس حالت میں کہ وہ ظالم اور گنہ گار تھے ﴿۱۴﴾

تو ہم نے نوحؑ کو اور (اُن کی) کشتی والوں کو
تو بچا لیا اور اُس قوم کو (بُری طرح ڈبوکر)
دُنیا جہان والوں کے لئے ایک نشانِ عبرت
بَنا دیا[۱] ﴿۱۵﴾

پھر ہم نے اِبراہیمؑ کو بھیجا۔ جَب اُنھوں نے
اَپنی قوم سے کہا: "اللہ کی بندگی کرو اور اُس
کی ناراضگی سے ڈرتے ہوئے اُس کے غُصّہ سے

[۱] نوحؑ کی کشتی اپنے کام کے لحاظ سے بھی خدا کی نشانی ہے۔ کہ اس کے ذریعہ خدا نے مومنین کو عذاب سے بچالیا۔ اور آج بھی اُس کا باقی رہنا بھی خدا کی نشانی ہونے کا ثبوت ہے۔

محققین نے نتیجہ نکالا کہ اس کی حقیقی تفسیر یہ ہے کہ رسول خداؐ نے اپنے اہلِ بیتؑ کو نوحؑ کی کشتی کے مثل بتایا ہے۔ تو اہلِ بیتؑ رسولؐ اصل معنی میں کشتی نوحؑ ہیں۔ اِس لئے وہ خدا کی نشانی بھی ہیں اُن کے ذریعے خدا کی معرفت اور اطاعت کی جاتی ہے اور آخر زمانے تک اُن کے ایک فرد اِمام مہدیؑ کا باقی رہنا خدا کی عظیم نشانی ہے۔ جس کا انکار وہی شخص کرے گا جو خدا کی نشانیوں کے رد کرنے کا عادی مجرم رہا ہے۔ (فصل الخطاب)

***

بچو ۔ یہی تمھارے لئے بہتر ہے، اگر تم جانو ۱۶ تم
جنھیں اللہ کو چھوڑ کر پُوج رہے ہو، وہ توصِرف
(بے جان) بُت ہیں اور تم ہو کہ اُن کے لئے
(خدا ہونے یا خدا کے اَوتار یا اولاد ہونے یا رازق
ہونے کا) جھُوٹ گھڑتے چلے جا رہے ہو۔ درحقیقت
اللہ کے سِوا جن کی تم پُوجا پاٹ، خدمت یا بندگی
کرتے ہو، وہ تمھیں کوئی رِزق یا روزی دینے
کی قُدرت ہی نہیں رکھتے ۔ اللہ ہی سے رِزق
مانگو اور اُسی کا شُکر ادا کرو[1] ۔ اور اُسی کی طرف
تم کو پلٹ کر جانا ہے ۱۷ (اَب اِس کے باوجود
بھی) اگر تم جھُٹلاتے ہو، تو تم سے پہلے بھی بہت
سی قومیں (اَیسے ٹھوس حقائق کو) جھُٹلا چکی ہیں"۔
اور ہمارے پیغام پہنچانے والے رسولؑ پر تو

ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ۱۶
إِنَّمَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ أَوْثَانًا وَتَخْلُقُونَ إِفْكًا
إِنَّ الَّذِينَ تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ لَا يَمْلِكُونَ لَكُمْ
رِزْقًا فَابْتَغُوا عِنْدَ اللّٰهِ الرِّزْقَ وَاعْبُدُوهُ وَاشْكُرُوا
لَهُ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ۱۷
وَإِنْ تُكَذِّبُوا فَقَدْ كَذَّبَ أُمَمٌ مِنْ قَبْلِكُمْ وَمَا عَلَى

[1] وہ جھوٹے خدا نہ تو ہوائیں چلانے پر قادر، نہ برساتی بخارات سمندروں کے سینے سے کھینچ کر اوپر اٹھانے پر قادر، نہ پانی کو بوندوں کی شکل دے کر زمین پر اتارنے پر قادر، نہ زمین کو سورج کی گرمی سے تپانے پر قادر، نہ زمین کو نمو کی قوت بخشنے پر قادر، یعنی اِن عظیم ترین کاموں میں سے کسی ایک چھوٹے سے حصے کو بھی انجام نہیں دے سکتے ۔ دوسری طرف خدا کی قدرت دیکھو کہ اِن جیسے لاکھوں کروڑوں عظیم سے عظیم تر کام انجام دے رہا ہے، ہر قسم کے نفع کا بندوبست کر رہا ہے ۔ وہ صرف تمہارا خالق ہی نہیں رازق بھی ہے ۔ سارے کے سارے معاشی واسطے وسائل اور وسیلے اُسی سے نکلتے ہیں ۔ اور اُسی پر جا کر ختم ہوتے ہیں یعنی سارے کا سارا رزق اُسی کی عطا ہے
لہٰذا عقلی منطق اور فطرت کا اولین تقاضا یہی ہے کہ اُسی خدا کا شکر ادا کرو اور اُسی کی طرف واپس جانے کی تیاری اُس کی اطاعتوں کے ذریعے سے کرو (ملخص از روح وماجدی)

***

www.drhasanrizvi.org

صاف صاف پیغام پہنچا دینے کے سِوا کوئی اور
ذمّہ داری نہیں ہے ⑱
کیا اُنھوں نے نہیں دیکھا کہ اللہ کِس طرح
مخلوق کے پیدا کرنے کی اِبتدا کرتا ہے؟ پھر اُس
کو دُہرائے گا بھی۔ حقیقتاً یہ بات خدا کے لئے
بہت ہی آسان ہے ⑲ اُن سے کہئے کہ زمین پر
چلو پھرو اور دیکھو کہ اللہ نے کِس کِس طرح
خلقت کی ابتدا کی ہے[1]۔ پھر (اِسی طرح) اللہ
(اُن کو) دُوسری زندگی بخشے گا۔ (کیونکہ) یہ
حقیقت ہے کہ اللہ ہر چیز پر پُوری قُدرت
رکھتا ہے ⑳ وہ جسے چاہتا ہے سزا دیتا ہے
اور جس پر چاہتا ہے رحم کرتا ہے، اور تمھیں
اُسی کی طرف پلٹ کر واپس جانا ہے ㉑ تم نہ

الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ⑱
اَوَلَمْ يَرَوْا كَيْفَ يُبْدِئُ اللّٰهُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ ؕ
اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ⑲
قُلْ سِيْرُوْا فِى الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ بَدَاَ الْخَلْقَ
ثُمَّ اللّٰهُ يُنْشِئُ النَّشْاَةَ الْاٰخِرَةَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ
شَىْءٍ قَدِيْرٌ ⑳
يُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ وَيَرْحَمُ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَاِلَيْهِ تُقْلَبُوْنَ ㉑

[1] اہلِ طریقت عرفاء نے جو سیاحی کی راہ اختیار کی کہ وہ گھوم گھوم کر، لوگوں کے حالات دیکھ دیکھ کر عبرت بھی حاصل کرتے ہیں اور اُن کی خدمت بھی انجام دیتے ہیں، وہ اِس آیت سے لیا ہوا ایک سبق ہے۔ (تھانوی)۔

***

www.drhasanrizvi.org

وَمَآ اَنۡتُمۡ بِمُعۡجِزِيۡنَ فِى الۡاَرۡضِ وَلَا فِى السَّمَآءِ‌ۖ وَ
مَا لَـكُمۡ مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ مِنۡ وَّلِىٍّ وَّلَا نَصِيۡرٍ ۝۲۲
وَالَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَلِقَآئِهٖۤ اُولٰٓـئِكَ يَئِسُوۡا
مِنۡ رَّحۡمَتِىۡ وَاُولٰٓـئِكَ لَهُمۡ عَذَابٌ اَلِيۡمٌ‏ ۝۲۳
فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوۡمِهٖۤ اِلَّاۤ اَنۡ قَالُوا اقۡتُلُوۡهُ اَوۡ حَرِّقُوۡهُ
فَاَنۡجٰٮهُ اللّٰهُ مِنَ النَّارِ‌ؕ اِنَّ فِىۡ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوۡمٍ

تو زمین میں اللہ کے قابُو سے باہر ہو سکتے ہو اور نہ آسمان میں۔ اور اللہ کو چھوڑ کر تمھارا نہ کوئی سَرپرست ہے اور نہ کوئی مددگار ہےؑ[۱] (۲۲)

ع ۲۶/۱۴

غرض جن لوگوں نے اللہ کی باتوں، دلیلوں، حقیقتوں اور نشانیوں کا اور اُس سے مُلاقات کا اِنکار کیا، وہی وہ ہیں جو میری رحمت سے مایوس ہو گئے۔ اُن کے لئے بڑی سخت تکلیف دینے والی سزا (بالکل تیّار) ہے[۲] (۲۳)

مگر اُن کی قوم کا جواب اِس کے سِوا اور کچھ نہ تھا کہ اُنھوں نے کہا: "اِسے قتل کر ڈالو یا جَلا ڈالو۔" تو اللہ نے اُنھیں آگ سے بَچا لیا۔ حقیقت یہ ہے کہ اِس میں اُن لوگوں کے

---

[۱] مطلب یہ ہے کہ خدا کی سزا سے بچنے کا اُس سے معافی مانگنے کے سوا اور اُسی کی اطاعت کی راہ اختیار کرنے کے سوا، کوئی اور طریقہ ہے ہی نہیں۔ عہدِ عتیق میں ہے "تیری روح سے بچ کر میں کدھر جاؤں اور تیری حضوری سے کہاں بھاگوں؟ اگر میں آسمان کے اوپر چڑھ جاؤں تو وہاں بھی تو ہے۔ اگر میں پاتال میں اپنا بستر بچھالوں تو تو وہاں بھی ہے" (زبور ۱۳۹: ۷-۹)

***

[۲] امام رازی نے لکھا کہ خدا نے یہاں عذاب کو تو اپنی طرف نسبت نہ دی۔ مگر رحمت کو اپنی طرف منسوب فرمایا۔ یہ خود خدا کی رحمت کے غالب ہونے کی واضح دلیل ہے۔ (تفسیر کبیر)

"مایوس ہو گئے" یعنی وہ اس لائق ہیں کہ مایوس ہو جائیں۔ (مجمع البیان) یا اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ خدا کی رحمت کے مستحق نہیں ہیں (تبیان) یا اس کا مطلب یہ ہے کہ جو لوگ آخرت کو نہیں مانتے وہ خدا کی رحمت ہی سے مایوس ہو چکے ہیں۔

***

www.drhasanrizvi.org

لئے دلیلیں اور نشانیاں ہیں جو اَبدی حقیقتوں
کو دل سے ماننے کے لئے تیّار ہوں ﴿۲۴﴾
اِبراہیمؑ نے یہ بھی کہا کہ: "تم نے دُنیا
کی زندگی میں تو اللہ کو چھوڑ کر بُتوں کو
اَپنے درمیان محبّت کا ذریعہ بنا لیا ہے (یعنی
تم نے خدا پرستی کے بجائے بُت پرستی پر اپنی
اِجتماعی زندگی کی تعمیر کی ہے اور اِسی بُت پرستی
کی بُنیاد پر تم ایک دُوسرے سے محبّت کرتے
ہو[1]) مگر قیامت کے دِن تم ایک دُوسرے کا
اِنکار کرتے ہوئے (ایک دُوسرے سے) بری الذمہ
ہو جاؤ گے[2] اور ایک دُوسرے پر لعنت بھی
بھیجو گے، اِس حالت میں کہ جہنّم کی آگ تمھارا
ٹھکانا ہوگی اور تمھارے کوئی مددگار بھی نہ ہوں

يُؤْمِنُونَ ﴿٢٤﴾
وَقَالَ إِنَّمَا اتَّخَذْتُم مِّن دُونِ اللَّهِ أَوْثَانًا مَّوَدَّةَ
بَيْنِكُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۖ ثُمَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكْفُرُ
بَعْضُكُم بِبَعْضٍ وَيَلْعَنُ بَعْضُكُم بَعْضًا وَمَأْوَاكُمُ
النَّارُ وَمَا لَكُم مِّن نَّاصِرِينَ ﴿٢٥﴾

---

[1] جاہل قومیں دیوی دیوتاؤں کی پوجا پاٹ کرنے کا جواز یہ بتاتی ہیں کہ اس سے ہم میں اتحاد قائم رہے گا کہ ہم سب ایک دیوی یا دیوتا کے ماننے والے ہیں۔ حالانکہ یہ خود انسانیت میں تفریق کا باعث ہوگا۔ عرفاء نے نتیجہ نکالا کہ جو اتحاد دین کے فساد کا سبب بنے اس کا ترک واجب ہے (تھانوی)

[2] حضرت علیؑ سے روایت ہے کہ اس آیت میں کفر و انکار سے مراد "بری ہونا" ہے۔ مطلب یہ ہے کہ قیامت کے دن تم میں سے ہر ایک دوسرے سے برأت، بیزاری، علیحدگی اور لاتعلقی کا اظہار کرے گا اِسی طرح شیطان کا یہ قول قرآن میں ہے کہ وہ کہے گا کہ "جس کا تم نے مجھے شریک بنایا تھا، میں نے تو پہلے ہی اس کا انکار کر دیا تھا" - (سورہ ابراہیم رکوع ۴) اور حضرت ابراہیمؑ بھی فرمائیں گے "کفرنا" یعنی ہم تم سے بیزار اور علیحدہ ہیں۔ (سورہ ممتحنہ پارہ ۲۸)

(تفسیرِ صافی صفحہ ۳۸۵ بحوالہ التوحید)

***

www.drhasanrizvi.org

گے"۔ ﴿۲۵﴾ غرض ابراہیمؑ کی بات کو (صرف) لوطؑ نے مانا۔[1] تو اِبراہیمؑ نے کہا: "میں اپنے پالنے والے مالک کی طرف ہجرت کرتا ہوں۔ یقیناً وہ زبردست طاقت اور عزّت والا بھی ہے اور سُوجھ بُوجھ کے ساتھ گہری مصلحتوں کے مطابق بالکل ٹھیک کام کرنے والا بھی ہے" ﴿۲۶﴾

تو ہم نے اُن کو اسحاقؑ اور یعقوبؑ (جیسی اولاد) عطا کی اور اُن کی نسل میں نبوّت اور کِتاب کو رکھ دیا۔ غرض ہم نے اُن کا صِلہ دُنیا میں بھی عطا کیا اور بلا شبہُ آخرت میں تو وہ (اعلیٰ ترین درجے کے) نیک لوگوں "صالحین" میں سے ہوں گے[2] ﴿۲۷﴾

(اور ہم نے لوطؑ کو بھیجا) تو جب لوطؑ نے

فَاٰمَنَ لَهٗ لُوْطٌ ۘ وَقَالَ اِنِّیْ مُهَاجِرٌ اِلٰی رَبِّیْ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ﴿۲۶﴾

وَوَهَبْنَا لَهٗۤ اِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ وَجَعَلْنَا فِیْ ذُرِّیَّتِهِ النُّبُوَّةَ وَالْكِتٰبَ وَاٰتَیْنٰهُ اَجْرَهٗ فِی الدُّنْیَا ۚ وَاِنَّهٗ فِی الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِیْنَ ﴿۲۷﴾

وَلُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖۤ اِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ ۫ مَا

---

[1] حضرت لوطؑ بھتیجے تھے ابراہیمؑ کے۔ اس قوم میں کسی نے (ابراہیمؑ کو) نہ مانا، ان کے سوا (موضح القرآن)۔

تقریباً یہی حال حضرت نوحؑ، حضرت ہودؑ اور حضرت صالحؑ کا ہوا کہ ان کو ماننے والے بہت کم لوگ تھے البتہ یہ اعزاز ہمارے رسولؐ کو ملا کہ ان کی زندگی ہی میں ان کو ماننے والے لاکھوں تک پہنچے مگر ان میں بھی خالص اور مخلص، اعلیٰ مرتبے کے لوگ صرف چند ہی تھے۔ ***

[2] عارفین نے نتیجہ نکالا کہ بعض اولیاءِ خدا یا اہل اللہ کو اگر دنیا کی نعمتیں مل جاتی ہیں تو اس سے آخرت میں ان کے مرتبے میں کمی نہیں ہوتی۔

حضرت ابراہیمؑ کا آخرت کا صلہ تو اُن کا اجر و ثواب اور عظیم مرتبہ ہے۔ مگر دنیا کا صلہ ان کی نسل میں نبوت، کتاب اور امامت کا ہونا ہے۔ اور یہ صلہ ان کی نسل کے باقی رہنے کی ضمانت ہے۔ پھر نیک نامی ہے کہ دنیا کے تین سب سے بڑے مذہب یہودی، عیسائی، مسلمان سب ان کو اپنا پیشوا مانتے ہیں (مجمع البیان)

***

www.drhasanrizvi.org

اَپنی قوم سے کہا : "تم لوگ تو اَیسا فحش اور
گندا کام کرتے ہو جو تم سے پہلے دُنیا جہان
والوں میں سے کِسی نے بھی نہیں کیا ہے (٢٨)
اَرے تم مَردوں کے پاس (جِنسی تسکین کے
لئے) جاتے ہو۔ نیز مسافروں پر ڈاکے ڈالتے
ہو اور (اعلانیہ) اَپنے مجمع میں بُرا کام کرتے
ہوئے[ل]" تو اُن کی قوم والوں کا اِس کے سِوا
کوئی اور جواب نہ تھا کہ اُنھوں نے کہا : "لا
(کر دکھا) ہم پر اللہ کا عذاب' اگر تو سچّا ہے" (٢٩)
اِس پر لوطؑ نے دُعا کی : "اے میرے پالنے
والے مالک ! اِس مُفسد' خرابیاں پیدا کرنے
والی قوم کے مقابلے پر میری مدد فرما[٢]" (٣٠) ٣ع ٨/١٥
تو جب ہمارے بھیجے ہوئے (فرشتے) اِبراہیمؑ

سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ اَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ (٢٨)
اَئِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ وَتَقْطَعُوْنَ السَّبِيْلَ ۙ۬ وَ
تَاْتُوْنَ فِيْ نَادِيْكُمُ الْمُنْكَرَ ؕ فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ
اِلَّآ اَنْ قَالُوا ائْتِنَا بِعَذَابِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتَ مِنَ
الصّٰدِقِيْنَ (٢٩)
قَالَ رَبِّ انْصُرْنِيْ عَلَى الْقَوْمِ الْمُفْسِدِيْنَ (٣٠)
وَلَمَّا جَآءَتْ رُسُلُنَآ اِبْرٰهِيْمَ بِالْبُشْرٰى ۙ قَالُوْٓا اِنَّا

ل حضرت امام رضاؑ سے روایت ہے کہ "قوم لوط بغیر شرم و حیا کے اپنے جلسوں میں گوز لگایا کرتے تھے" (تفسیر صافی صفحہ ٣٨٦ بحوالہ تفسیر مجمع البیان)۔

قومِ لوط کی راہزنی بھی اُن کی جنسی بدکاری کا ضمیمہ تھی - وہ خوبصورت لڑکوں کو قافلے والوں سے چھین کر لے جاتے تھے۔ (جلالین)

"قافلے روکنے" کے معنی یہ ہیں کہ وہ عورتوں سے قطع تعلق کر کے انسانوں کی تعداد کو روک کر انسانی نسلوں کے قافلے کو روک دینے والے تھے (تبیان)

لوگوں کے سامنے بدکاری یہ تھی کہ وہ جانوروں کی طرح سب کے سامنے جنسی عمل کرتے تھے ، وہ بھی ہم جنس پرستی کا بدترین کام ، غرض ان میں اتنی بھی شرم نہ رہی تھی۔ (موضح القرآن)

***

٢ عرفاء نے "دین کے دشمنوں کے لئے بدعا کرنے کا جواز" اسی آیت سے ثابت فرمایا ہے۔

***

www.drhasanrizvi.org

کے پاس خوش خبری لے کر آئے تو اُنھوں نے
اِبراہیمؑ سے کہا: "ہم اِس (لوطؑ کی قوم کی) بستی
والوں کو ہلاک کرنے والے ہیں (کیونکہ) واقعاً
اِس بستی کے رہنے والے بڑے ہی ظالم گُناہگار
ہیں" (۳۱) اِبراہیمؑ نے فرمایا: "اَرے اِس بَستی
میں تو لوطؑ بھی ہیں۔" فرشتوں نے کہا: "ہم
خُوب جانتے ہیں کہ اِس میں کون کون ہے؟
ہم اُنھیں اور اُن کے اہلِ خانہ یا گھرانے کو
بچا لیں گے، سِوائے اُن کی بیوی کے، جو پیچھے
رہ جانے والوں میں سے تھی[1]" (۳۲)

پھر جب ہمارے بھیجے ہوئے (فرشتے) لوطؑ
کے پاس (خوبصورت نوجوانوں کی شکل میں)
آئے تو اُنھیں اُن کے آنے پر سخت پریشانی

مُهْلِكُوٓا اَهْلِ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ ۚ اِنَّ اَهْلَهَا كَانُوْا
ظٰلِمِيْنَ ﴿۳۱﴾
قَالَ اِنَّ فِيْهَا لُوْطًا ۗ قَالُوْا نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَنْ فِيْهَا ۖ
لَنُنَجِّيَنَّهٗ وَاَهْلَهٗٓ اِلَّا امْرَاَتَهٗ ۖ كَانَتْ مِنَ
الْغٰبِرِيْنَ ﴿۳۲﴾
وَلَمَّآ اَنْ جَآءَتْ رُسُلُنَا لُوْطًا سِيْٓءَ بِهِمْ وَضَاقَ بِهِمْ

[1] یعنی وہ ہلاک ہونے والوں میں سے نہیں نکل سکے گی۔ انہیں میں رہ جائے گی۔ (مجمع البیان)

عرفاء نے نتیجہ نکالا کہ (۱) کسی بستی یا مجمع میں کسی خدا والے کا ہونا۔ اس پر نزول عذاب کو روک دیتا ہے۔ (۲) دوسرے یہ کہ مقربین کے ساتھ صرف کسی رشتے کا تعلق بغیر ایمان و عمل کے فائدہ مند نہیں ہوتا۔

***

www.drhasanrizvi.org

اور اُلجھن ہوئی[1] (کہ یہ بدکار قوم ضرور ان
خوبصورت نوجوانوں پر ٹوٹ پڑے گی) تو فرشتوں
نے کہا: "آپ ڈریں نہیں اور نہ رنجیدہ ہوں
ہم آپ کو اور آپ کے گھر والوں کو (خدا کے
عذاب سے) بچالیں گے، سوا آپ کی بیوی کے
جو پیچھے رہ جانے والوں میں سے ہے ﴿۳۳﴾ ہم اِس
بستی کے رہنے والوں پر آسمان سے عذاب
اُتارنے والے (فرشتے) ہیں، اِس لئے کہ وہ
بہت ہی بُرے کام کرتے رہے ہیں" ﴿۳۴﴾
غرض ہم نے اُس بستی کو ایک کھُلا ہوا واضح
نشانِ عبرت بنا کر چھوڑا اُن لوگوں کے لئے
جو عقل سے کام لیں[2] ﴿۳۵﴾
اور مَدیَن والوں کی طرف ہم نے اُن

ذَرْعًا وَّقَالُوْا لَا تَخَفْ وَلَا تَحْزَنْ ۫ اِنَّا مُنَجُّوْكَ وَاَهْلَكَ
اِلَّا امْرَاَتَكَ كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِيْنَ ﴿۳۳﴾
اِنَّا مُنْزِلُوْنَ عَلٰٓى اَهْلِ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ رِجْزًا مِّنَ
السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ﴿۳۴﴾
وَلَقَدْ تَّرَكْنَا مِنْهَآ اٰيَةًۢ بَيِّنَةً لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ﴿۳۵﴾
وَاِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا ۙ فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا

---

[1] عرفاء نے نتیجہ نکالا کہ طبعی غم کمال کے منافی نہیں ہوتا جب کہ اس کے غیر مشروع تقاضوں پر عمل نہ کیا جائے۔ حضرت لوط کو غم اس بات کا تھا کہ ان کی بستی والے ان حسین لڑکوں کو اپنی ہوس کا نشانہ نہ بنالیں۔ عربی میں یہ الفاظ ایسی شدید ناگواری کے موقع پر بولتے ہیں جو برداشت سے باہر ہوئی جارہی ہو۔ (کشاف) اور انسان ان کے آگے بے بس ہو جائے (راغب)

***

[2] حضرت لوطؑ کے شہر 'صدوم' کے کھنڈرات اب بھی عبرت کا سامان بنے ہوئے مشرق بیرون میں بحر مردہ Dead Sea کے مشرق میں موجود ہیں اور بحر مردہ خود عبرت کا سامان ہے۔ (ماجدی)

***

www.drhasanrizvi.org

کے بھائی شعیبؑ کو (بھیجا)، تو اُنھوں نے کہا:
"اَے میری قوم والو! اللہ کی بندگی (مکمّل
اِطاعت) کرو اور قیامت کے دن کے اُمّیدوار
رہو۔ (یا) آخرت کے دن کی توقع رکھّو (یعنی
یہ نہ سمجھ لو کہ جو کچھ بھی ہے یہی دُنیا
کی زندگی ہے اور کوئی دُوسری زندگی ہے ہی
نہیں۔ یا۔ وہ کام کرو جس سے آخرت میں
دائمی سکون و راحت مِلنے کی اُمّید کر
سکو) اور دُنیا میں خرابیاں پھیلاتے نہ
پھرو" ۞۳۶ مگر اُن کی قوم والوں نے اُنھیں
جُھٹلا دیا، تو اُنھیں ایک سخت زلزلے نے
آن پکڑا، تو وہ اَپنے گھروں میں اُلٹے پڑے
کے پڑے رہ گئے ۞۳۷

اللّٰہَ وَارْجُوا الْیَوْمَ الْاٰخِرَ وَلَا تَعْثَوْا فِی الْاَرْضِ
مُفْسِدِیْنَ ۞
فَکَذَّبُوْہُ فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِیْ دَارِهِمْ
جٰثِمِیْنَ ۞

(صفحہ ۱۴۱۵ کا بقیہ)

پہن کر تکبّر کرے گا اللہ اُسے جہنم کے کنارے کھڑا کرکے مع اُس کے لباس کے اُس کو جہنم میں جھونک کر دھنسا دے گا کیونکہ قارون ہی وہ پہلا شخص ہے جس نے اِس قسم کا تکبّر کیا تھا۔ اور اللہ نے اَسے بھی مع اُس کے مکان، لباس اور دولت کے دھنسا دیا تھا (تفسیر صافی صفحہ ۳۸۲ بحوالہ من لایحضرہ الفقیہ)۔

معلوم ہوا کہ جو شخص جس کے طرزِ عمل کی پیروی کرے گا آخرت میں اُسی کے ساتھ ہوگا۔

www.drhasanrizvi.org

وَعَادًا وَّثَمُوْدَا۟ وَقَدْ تَّبَيَّنَ لَكُمْ مِّنْ مَّسٰكِنِهِمْ ۫ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ وَكَانُوْا مُسْتَبْصِرِيْنَ ﴿۳۸﴾

وَقَارُوْنَ وَفِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ ۫ وَلَقَدْ جَآءَهُمْ مُّوْسٰی

اور (اِسی طرح ہم نے) عاد و ثمود (کو بھی ہلاک کیا) اُن کے مکانات کو تو تم دیکھ ہی چکے ہو۔ شیطان نے اُن کے بُرے کاموں کو خُوب بَنا سَجا کر اُن کے سامنے پیش کیا اور (اِس طرح) اُنھیں سیدھے راستے سے روک دیا۔ حالانکہ وہ آنکھیں بھی رکھتے تھے اور خُوب اَچھّی طرح سے دیکھ بھی سکتے تھے (یعنی جاہل نہ تھے بلکہ بڑے ترقّی یافتہ ہوشیار لوگ تھے)[1] ﴿۳۸﴾

اور (اِسی طرح) قارون، فرعون اور ہامان کو بھی ہم نے ہلاک کر ڈالا۔ موسیٰؑ اُن کے پاس کھُلی ہوئی واضح دَلیلیں اور مُعجزے لے کر آئے، مگر اُنھوں نے زمین میں

---

[1] یہ قومیں احمق جاہل بے عقل نہ تھیں بلکہ اچھے خاصے مہذب Civilised شائستہ پڑھے لکھے متمدن لوگ تھے۔ دنیا کے سارے معاملات میں بڑی سوجھ بوجھ کے ساتھ تجارت، جہاز رانی اور صنعت و حرفت کے کام کیا کرتے تھے۔ بس صرف دینِ خدا، اور آخرت کے معاملے میں بری طرح غفلت اور بے پروائی سے کام لیتے تھے۔ گویا یہ مکمل ہو بہو نقشہ ہے آج کی ترقی یافتہ مغربی یا مشرقی دنیا کا۔ (ماجدی)

***

www.drhasanrizvi.org

بِالْبَیِّنٰتِ فَاسْتَکْبَرُوْا فِی الْاَرْضِ وَمَا کَانُوْا سٰبِقِیْنَ ۝۳۹
فَکُلًّا اَخَذْنَا بِذَنْۢبِهٖ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ اَرْسَلْنَا عَلَیْهِ حَاصِبًا ۚ
وَمِنْهُمْ مَّنْ اَخَذَتْهُ الصَّیْحَةُ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ خَسَفْنَا
بِهِ الْاَرْضَ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ اَغْرَقْنَا ۚ وَمَا کَانَ اللّٰهُ
لِیَظْلِمَهُمْ وَلٰکِنْ کَانُوْۤا اَنْفُسَهُمْ یَظْلِمُوْنَ ۝۴۰

تکبّر سے کام لیا۔ حالانکہ وہ ہم سے بچ کر نِکل جانے والوں میں سے نہ تھے (یعنی ہماری تدبیروں، منصوبوں اور سزا کے قانون کو کسی طرح سے بھی ناکارہ بنانے کی طاقت نہ رکھتے تھے) (۳۹) تو آخرکار ہم نے (اُن میں کے) ہر ایک کو اُس کے گُناہ کی سزا میں پکڑ لیا۔ پھر کِسی پر تو ہم نے پتھراؤ کرنے والی تیز آندھی بھیج دی اور کِسی کو ایک زَبردَست دھماکے نے آ پکڑا، اور کِسی کو ہم نے زمین میں دَھنسا کر رَکھ دیا اور کِسی کو غرق کر ڈالا۔ غرض اللہ اَیسا نہیں کہ اُن پر ظُلم کرے۔ مگر (دراصل) وہ خود ہی اَپنے اُوپر ظلم کرتے تھے[۱] (۴۰)

[۱] مطلب یہ ہے کہ خدا نے تو اُن پر صورتاً بھی ظلم نہیں کیا کہ انہیں بے وجہ کوئی سزا دے دیتا۔ تو اللہ سے کسی صورت میں بھی ذرہ برابر حقیقی ظلم کے صدور کا کبھی کوئی امکان ہی باقی نہ رہا۔ (ماجدی)

***

www.drhasanrizvi.org

مَثَلُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْلِيَآءَ كَمَثَلِ
الْعَنْكَبُوْتِ اِتَّخَذَتْ بَيْتًا وَاِنَّ اَوْهَنَ الْبُيُوْتِ
لَبَيْتُ الْعَنْكَبُوْتِ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿٤١﴾
اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَيْءٍ

جن لوگوں نے اللہ کو چھوڑ کر دُوسروں
کو اَپنا دوست ، مددگار یا سرپرست بنا
لیا ہے ، اُن کی مِثال مَکڑی جیسی ہے
جس نے ایک مکان تو بنا لیا ، مگر حقیقت
یہ ہے کہ تمام مکانوں میں سب سے زیادہ
کمزور مکڑی ہی کا بنایا ہوا مکان ہوتا
ہے ۔ کاش یہ لوگ (اِس بات کو) جانتے
ہوتے (یا) کاش اُن لوگوں میں اِتنی سمجھ بُوجھ
ہوتی (یعنی یہ لوگ اللہ کو چھوڑ کر دُوسروں
کو اَپنا دوست ، مددگار یا سرپرست نہ بناتے[1] (۴۱)
حقیقتاً اللہ اُس چیز کو خُوب جانتا ہے
جسے یہ لوگ اللہ کو چھوڑ کر (خدا سمجھ کر)
پُکارتے ہیں (یا) جسے یہ لوگ اللہ کو چھوڑ کر

[1] پرانے صحیفوں میں ہے " جو خدا کو بھول جاتے ہیں اُن کی یہی راہیں ہوتی ہیں لیکن اُن کی ریاکاری کی تمام امیدیں توڑ دی جاتی ہیں ۔ اُن کی امید کی جڑ کٹ جاتی ہے ۔ اور اُن کی امیدیں مکڑی کے جالے کی طرح کمزور ہوتی ہیں "۔ (ایوب ۸ : ۱۴) وہ ناگ کی طرح انڈے سیتے ہیں اور مکڑی کی طرح جالا بنتے ہیں ۔ (یسعیاہ ۵۹ : ۴)

کوئی گھر مکڑی کے جالے سے زیادہ کمزور نہیں ہوتا ۔ (تفسیر صافی صفحہ ۳۸۶)

خدا کا فرمانا کہ " کاش وہ جانیں " یعنی انہیں معلوم ہو جائے کہ ان جھوٹے خداؤں کا سہارا اتنا کمزور اور بے حقیقت ہے کہ مکڑی کا جالا بھی اتنا کمزور نہیں ہوتا ۔ (مجمع البیان) ۔

بقول اقبال

بتوں سے تجھ کو امیدیں ، خدا سے نومیدی
مجھے بتا تو سہی اور کافری کیا ہے ؟

***

www.drhasanrizvi.org

اَپنا خدا بناتے ہیں۔ جب کہ (خدا) تو وہ ہے جو زبردست
طاقت والا، عِزّت والا اور بڑی سمجھ بوجھ والا ہے (۴۲)
یہ باتیں یا مثالیں ہیں جنھیں ہم لوگوں کے سامنے
سمجھانے کے لئے پیش کرتے ہیں۔ مگر اِن کو صرف وہی
لوگ سمجھتے ہیں جو علم رکھتے ہیں[۱] (۴۳) (کہ) حقیقتاً اللہ ہی
نے آسمانوں اور زمین کو برحق (بامقصد) پیدا کیا ہے۔
(یعنی زمین و آسمان صرف کوئی غیر حقیقی تخیّل یا
تصوّر نہیں ہے، بلکہ ایک ٹھوس حقیقت ہے جسے
خدا نے بامقصد پیدا کیا ہے۔ یا۔ کائنات کا پُورا نظام
حق پر قائم ہے، باطل پر نہیں اور بامقصد ہے، فضول
نہیں) غرض حقیقت یہ ہے کہ اِس (ساری تخلیقات)
میں ایک عظیم دلیل یا نشانی ہے، اَبدی حقیقتوں کو
دل سے ماننے والے 'مومنین' کے لئے[۲] ع (۴۴)

وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ (۴۲)
وَتِلْكَ الْأَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ ۖ وَمَا يَعْقِلُهَا إِلَّا الْعَالِمُونَ (۴۳)
خَلَقَ اللَّهُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ بِالْحَقِّ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ
لَآيَةً لِلْمُؤْمِنِينَ (۴۴) ع ۱۶

---

[۱] یعنی وہ لوگ جو علم اور حق کے حقیقی طالب ہیں اور عقل و علم سے کام بھی لیتے ہیں۔

"جو علم رکھتے ہیں" سے اولین مراد محمدؐ و آل محمدؐ ہیں۔ (تفسیر صافی صفحہ ۳۸۶ بحوالہ تفسیر قمی)۔

ایک دفعہ رسول خداؐ نے یہی آیت پڑھی اور پھر فرمایا "عالم وہ ہوتا ہے جو خدا کی طرف سے عقل رکھتا ہو، خدا کے حکم کے مطابق عمل کرتا ہو، اور خدا کی ناراضگی سے ڈرتا اور بچتا ہو"۔ (تفسیر مجمع البیان)

***

[۲] عرفاء نے نتیجہ نکالا کہ کائنات کی تخلیق سے خدا کا مقصد (۱) حق کو ثابت کرنا۔ (۲) اور لوگوں کو اپنی ذات و صفات کمال کی طرف توجہ دلانا ہے۔ (روح)

***

ع ۴ ۱۴ ۱۶

www.drhasanrizvi.org

محمد اقبال [illegible]

ریسرچ اینڈ رجسٹریشن آفیسر محکمہ اوقاف

میں نے اس مصحف پاک کے پارہ نمبر [illegible] حرفاً حرفاً

بغور پڑھا ہے اور میں تصدیق کرتا ہوں کہ اسکے متن میں کوئی کمی بیشی نہیں ہے

اور زیر، زبر، پیش، جزم وغیرہ درست ہیں۔

دوران طباعت اگر کوئی زیر، زبر، پیش، جزم، مد وغیرہ ٹوٹ جائے

تو اسکی ذمہ داری ہمارے ذمے نہیں ہے۔

[illegible]

منظور شدہ پروف ریڈر

www.drhasanrizvi.org

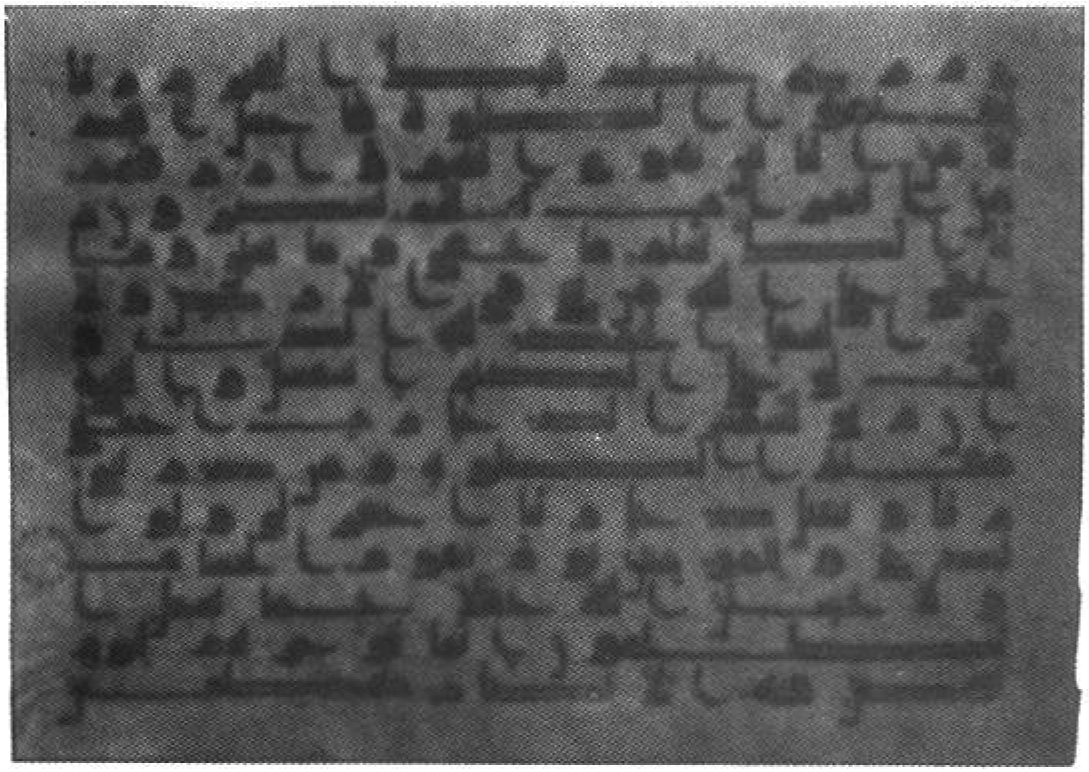

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے ہاتھ کے لکھے ہوئے قرآن کا ایک ورق

نزولِ قرآن کا مقصد اور عبادت کی حقیقت

- ......"اور ہم نے قُرآن کو نصیحت حاصل کرنے کے لیے آسان کر دیا ہے۔ تو ہے کوئی نصیحت حاصل کرنے والا؟"

(القرآن: سورہ قمر: ۵۴۔۱۷)

- ......"یہ (قرآن) بڑی برکت والی کتاب ہے جس کو ہم نے آپؐ پر اُتارا ہے تاکہ لوگ اس کی آیتوں پر غور و فکر کریں اور تاکہ عقل والے نصیحت حاصل کریں"

(القرآن: سورہ ص: ۳۸۔۲۹)

- ......"تلاوت بغیر تدبّر، غور و فکر کے نہیں ہوتی"

(الحدیث)

- ......"عبادت یہ نہیں کہ تم کثرت سے کھڑے ہو کر نمازیں پڑھے جاؤ اور لمبے لمبے رکوع اور سجدے کیے جاؤ۔ بلکہ عبادت یہ ہے کہ اللہ کے کاموں اور آیتوں پر غور و فکر کیا جائے۔"

(الحدیث)

- ......"ایک گھنٹہ غور و فکر کرنا ستر (۷۰) سال عبادت کرنے سے بہتر ہے"

(الحدیث)

میزان فاؤنڈیشن

اِسلامک ریسرچ سینٹر

عائشہ منزل چوک، فیڈرل بی ایریا نمبر ۶ شاہراہِ پاکستان، کراچی

0345-2443358

0315-8200311, 0321-8475550, 0300-4496512

Email: mz.foundation@hotmail.com

کتبہ: سیّد جعفر صادق

Printed by System Graphics Karachi

ایڈیشن: 2012-13